حیدرآباد R.N.I.No.APURD/2013/54302 ہفتہ روزہ

فلک نما نیوز

FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly Hyderabad

Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

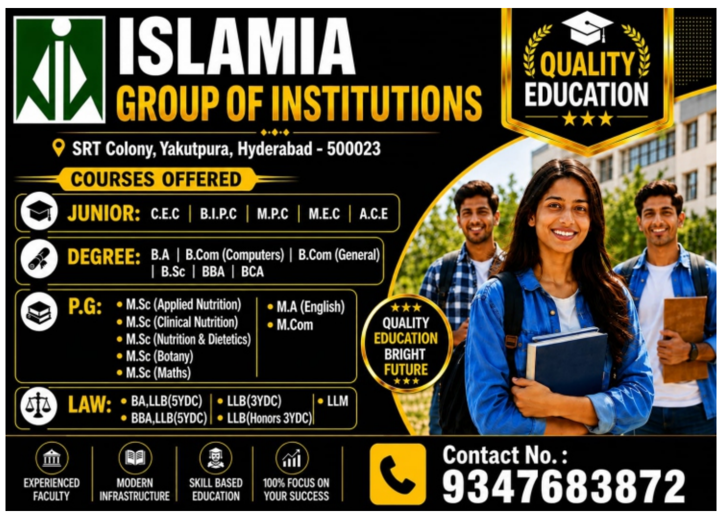

FRIDAY 28 AUGUST 2026 VOLUME:14 ISSUE :32 Rs.2.00 PAGES 4

جمعہ ۲۸/اگسٹ ۲۰۲۶ء ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۸ھ جلد (۱۴) شمارہ (۳۲) قیمت ایک روپیہ

ممنوعہ فہرست کی اراضیات اور جائیدادوں کے مالکین فکرمند نہ ہوں

جعلی دستاویزات پر سخت کارروائی، وزیر مال سرینواس ریڈی کی پریس کانفرنس

حیدرآباد: وزیر مال پی سرینواس ریڈی نے کہا کہ رجسٹریشن ایکٹ کے سیکشن 22A کے بارے میں عوام کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ممنوعہ فہرست میں اراضیات اور جائیدادوں سے متعلق نمائندگیوں کی عہدیداروں کو جلد یکسوئی کی ہدایت دی گئی ہے۔ سکریٹریٹ میں میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے سرینواس ریڈی نے کہا کہ کسی بھی مستحق شخص کو اراضی اور جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ پر ہر پیر کو ضلع عہدیداروں کے ساتھ جائزہ اجلاس منعقد کیا جائے گا تاکہ درخواستوں کی یکسوئی کی تفصیلات حاصل کی جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ 22A کی فہرست میں شامل اراضیات اور جائیدادوں کی تفصیلات کو آن لائین اپ ڈیٹ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں موصولہ درخواستوں کی عاجلانہ یکسوئی کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میڑچل ضلع میں بھودان اراضیات پر موصولہ درخواستوں کو مسترد کردیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 18 اگست تک ٹول فری نمبر پر جملہ 1162 کالس موصول ہوئے ہیں۔ ان کالس کی تفصیلات کو متعلقہ اضلاع روانہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خانگی اراضیات کے علاوہ سرکاری اراضیات پر دعویداری پیش کی گئی ہے۔ 22A کے تحت رجسٹریشن پر پابندی کو اندرون 24 گھنٹے ختم کردیا گیا اور دستاویزات کی جانچ کے بعد رجسٹریشن کی راہ ہموار کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اراضی اور جائیدادوں پر دعویداری کے سلسلہ میں عوام کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی جانب سے داخل کردہ درخواستوں کی یکسوئی کی جائے گی اور ہر ایک ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ طویل عرصہ سے عدم یکسوئی کی درخواستوں کیلئے فاسٹ ٹریک کورٹ قائم کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر جعلی اور گمراہ کن دستاویزات کے ذریعہ رجسٹریشن کی مساعی کی گئی تو ان کے خلاف مقدمات درج کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بعض افراد جعلی سرکاری احکامات کے ذریعہ عہدیداروں کو گمراہ کرنے کیلئے کی کوشش کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جعلی سرکاری احکامات پیش کرنے کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ رجسٹریشن کیلئے بک کردہ سلاٹ میں 98 فیصد رجسٹریشن مکمل کردیئے گئے ہیں۔1

کمیونل ایوارڈ (1932): سیاسی نمائندگی، سماجی انصاف اور پونا معاہدہ

بھارت کے معروف رہنما، سماجی کارکن اور بالی ووڈ مصنف عرفان جامی والا نے سیاسی کھیل کے ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالی

17 اگست 1932 کو برطانوی وزیرِ اعظم رمزے میکڈونلڈ نے ہندوستان میں مختلف مذہبی اور سماجی طبقات کی سیاسی نمائندگی کے لیے ایک منصوبے کا اعلان کیا، جسے کمیونل ایوارڈ کہا گیا۔ اس منصوبے کے تحت مسلمانوں، سکھوں، ہندوستانی عیسائیوں، اینگلو انڈینز اور یورپی باشندوں کے لیے علیحدہ انتخابی نظام برقرار رکھا گیا۔ اس کے ساتھ اُس وقت کے محروم طبقات، جنہیں بعد میں درج فہرست ذاتوں کے طور پر شناخت ملی، کو بھی علیحدہ انتخابی حق دینے کی تجویز پیش کی گئی۔ اس فیصلے نے ہندوستان کی سیاست میں ایک بڑی بحث کو جنم دیا۔ مہاتما گاندھی نے محروم طبقات کے لیے علیحدہ انتخابی نظام کی مخالفت کی اور یروڈا جیل میں بھوک ہڑتال شروع کی۔ ان کا مؤقف تھا کہ اس طرح ہندو سماج کی تقسیم مزید گہری ہوسکتی ہے۔ دوسری جانب ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کا بنیادی سوال سیاسی خود اختیاری اور محروم طبقات کی آزاد نمائندگی کا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ صدیوں سے سماجی اور سیاسی محرومی کا شکار طبقات کو اپنی آواز مؤثر طریقے سے بلند کرنے کے لیے مضبوط سیاسی نمائندگی درکار ہے۔ بالآخر 24 ستمبر 1932 کو گاندھی اور امبیڈکر سمیت دیگر رہنماؤں کے درمیان پونا معاہدہ طے پایا۔ اس کے تحت علیحدہ انتخابی نظام کے بجائے مشترکہ انتخابی نظام برقرار رکھا گیا، لیکن محروم طبقات کے لیے قانون ساز اداروں میں مخصوص نشستوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ آج کے ہندوستان میں اس تاریخ کا سوال کمیونل ایوارڈ اور پونا معاہدہ صرف تاریخ کے صفحات میں بند واقعات نہیں ہیں۔ آج جب ہندوستان میں نمائندگی، سماجی انصاف، سیاسی حصہ داری اور پسماندہ طبقات کے حقوق پر دوبارہ بحث ہورہی ہے، تو 1932 کے واقعات ہمیں ایک بنیادی سوال کی طرف لے جاتے ہیں: کیا صرف انتخابی نشست محفوظ کردینا کافی ہے، یا ہر محروم طبقے کو سیاسی فیصلہ سازی میں حقیقی اور مؤثر حصہ داری بھی ملنی چاہیے؟ آج کے سیاسی ماحول میں مختلف سماجی طبقات اپنی آبادی، سماجی حیثیت اور سیاسی نمائندگی کے درمیان توازن پر سوال اٹھارہے ہیں۔ اسی لیے کمیونل ایوارڈ اور پونا معاہدے کا مطالعہ موجودہ ہندوستان کے لیے بھی اہم ہے۔ تاریخ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ جمہوریت صرف ووٹ ڈالنے کا نام نہیں؛ جمہوریت کا اصل حسن اس وقت سامنے آتا ہے جب معاشرے کے ہر محروم اور کمزور طبقے کی آواز اقتدار کے ایوانوں تک پہنچے۔ اسی تاریخی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے بھارت کے معروف رہنما، سماجی کارکن اور بالی ووڈ مصنف عرفان جامی والا نے اس بحث کو دوبارہ عوامی سطح پر سامنے لانے کی کوشش کی ہے کہ سیاسی نمائندگی محض اعداد و شمار کا کھیل نہیں، بلکہ انصاف، مساوات اور حقیقی حصہ داری کا سوال ہے۔

تحریر: عرفان جامی والا

انتقال پر ملال

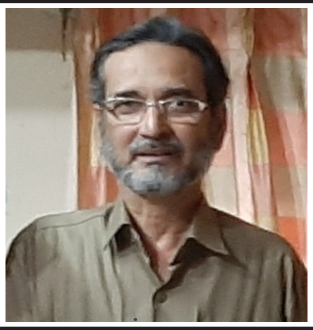

ہمارے انتہائی قریبی ساتھی، محترم جناب ایم اے خان صاحب، ڈپٹی ڈویژنل آفیسر (سینئر) کا مختصر علالت کے باعث 26 اگست 2026 کو اچانک انتقال ہوگیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی دل غمگین ہوگیا اور آگے کہنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ محترم خان صاحب کی پاکیزہ اور مخلصانہ رفاقت، آپ کی رہنمائی اور دفتری امور کے دوران دی گئی محبت و تعاون کو ہم کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو سکون عطا فرمائے اور ان کے اہلِ خانہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ یہی ہماری دعا ہے۔

اسدالدین اویسی نے حجاب کے فیصلے، وندے ماترم کی سیاست پر تنقید کی۔

حیدرآباد: آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم) کے صدر اسدالدین اویسی نے الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے ایک نابالغ طالبہ کی اس کے اسکول یونیفارم کے ساتھ حجاب پہننے کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے اسے ''اسلام پر حملہ'' قرار دیا اور ساتھ ہی ساتھ آر ایس ایس اور بی جے پی کے یونیفارم پر حملہ کرنے کی تجدید کی۔ (یوسی سی) آسام اور اتراکھنڈ میں حرکت کرتا ہے۔ اویسی 25 اگست بروز منگل 1501 ویں عید میلاد النبی کے موقع پر اے آئی ایم ہیڈکوارٹر دارالسلام میں جلسہ رحمت اللعالمین سے خطاب کررہے تھے۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے، اسدالدین اویسی نے کہا کہ وہ الہ آباد ہائی کورٹ کے حکم سے متفق نہیں ہیں اور سوال کیا کہ عدالت نے مذہبی اہمیت پر فیصلہ کیوں دیا جب کہ ایک متعلقہ معاملہ، سبریمالا کیس، اب بھی نو ججوں کی سپریم کورٹ کی بنچ کے سامنے زیر التوا ہے۔'' الہ آباد ہائی کورٹ سے ایک فیصلہ آیا۔ ایک لڑکی حجاب پہن کر سکول جارہی تھی، اور عدالت نے فیصلہ دیا کہ کوئی حجاب نہیں پہن سکتا۔ میں ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے متفق نہیں ہوں، میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ سبریمالا کیس پہلے ہی سپریم کورٹ کے سامنے ہے، جہاں نو جج فیصلہ کررہے ہیں کہ کیا ضروری ہے۔'' آج کا بھارتی فیصلہ اویسی نے کہا کہ آپ کون ہیں یہ فیصلہ کرنے والے کہ لڑکیاں اپنے سر پر حجاب پہنتی ہیں، یہ اسلام پر حملہ ہے۔ الہ آباد ہائی کورٹ نے پریاگ راج کے ایک اسکول کی ایک طالبہ کی طرف سے دائر درخواست کو خارج کردیا تھا جس میں مقررہ یونیفارم کے ساتھ حجاب پہننے کی اجازت مانگی گئی تھی۔ عدالت نے مشاہدہ کیا کہ درخواست گزار نے یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی مذہبی مواد پیش نہیں کیا تھا کہ ہیڈ اسکارف پہننا اسلامی عقیدے کا ایک لازمی حصہ ہے، اور نوٹ کیا کہ اس کے سامنے جمع کرائی گئی تصاویر میں اسی کمیونٹی کے دیگر طلباء کو بغیر سکارف کے دیکھا گیا تھا۔ جسٹس جے جے منیر اور اندراجیت شکلا کی ایک ڈویژن بنچ نے کہا کہ نیک نیتی کے ساتھ تیار کیا گیا یکساں، غیر امتیازی لباس کوڈ اسکول کے دائرہ اختیار میں آتا ہے، اور یہ کہ طالب علم کے ابتدائی سالوں میں بغیر کسی اعتراض کے اسکارف پہننے سے مستقبل میں یونیفارم پالیسی کو تبدیل کرنے کا قابل نفاذ حق پیدا نہیں ہوتا ہے۔ طالبہ نے اسی اسکول سے 10 ویں جماعت پاس کی تھی اور 11 ویں جماعت میں داخلہ لینے کی کوشش کی تھی، جب اسکول انتظامیہ نے ڈریس کوڈ کا حوالہ دیتے ہوئے اسے داخلہ دینے سے انکار کردیا۔ اسدالدین اویسی نے آسام اور اتراکھنڈ میں یکساں سول کوڈ کے اقدامات کو بھی نشانہ بنایا، یہ استدلال کرتے ہوئے کہ یوسی سی کے طور پر جو کچھ پیش کیا جارہا ہے، وہ ہندو پرسنل لاز جیسے ہندو میرج ایکٹ، طلاق پر ہندو قانون، اور ہندو جانشینی ایکٹ سے ماخوذ ہے، اور سوال کیا کہ مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے پر کیوں مجبور کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ایسی کوششیں ناکام ہوں گی کیونکہ جو مسلمان اپنے عقیدے پر قائم ہیں وہ قرآن و سنت پر عمل کرتے رہیں گے۔ انہوں نے اجتماع پر زور دیا کہ وہ ملک کے لیے کام کرتے ہوئے اپنے مذہب کو مضبوطی سے تھامے رہیں، اور کہا کہ مسلمان اسلام سے وفادار رہتے ہوئے ہندوستان کی حفاظت اور اسے سپر پاور بنانے میں مدد کرسکتے ہیں۔ اسدالدین اویسی نے رابندر ناتھ ٹیگور، سبھاش چندر بوس اور مہاتما گاندھی سے یہ استدلال کیا کہ وندے ماترم کے صرف پہلے دو بند ہی گائے جانے کے لیے تھے، یہ پوچھتے ہوئے کہ کیا وزیراعظم نریندر مودی خود کو تینوں رہنماؤں سے زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں۔ ''یہ ملک سب کا ہے، کچھ بھارت کی پوجا کرتے ہیں، جب کہ کچھ اس کی مٹی میں دفن ہونا چاہتے ہیں، لیکن ہم سب ہندوستان سے محبت کرتے ہیں، مجھ سے قوم کو خدا نہ مانو، کیونکہ میں صرف زمین و آسمان کے خالق کی عبادت کرتا ہوں، میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعلان کرتا رہوں گا، چاہے تم مجھے قید کرو، مجھے گولی مارنے کی کوشش کرو۔'' انہوں نے کہا کہ اس طرح کے قوانین نے ملک کے بانی رہنماؤں کے وژن اور آئین کی توہین کی ہے، جس کا آغاز انہوں نے کہا کہ ''ہم، ہندوستان کے لوگ'' سے شروع ہوتا ہے نہ کہ ''بھارت ماتا'' سے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ملک کے بے روزگار نوجوانوں کے لیے ملازمتیں پیدا کرنے کے بجائے حکومت یکساں سول کوڈ، چوکسی سیاست اور مذہبی پولرائزیشن جیسے مسائل سے لوگوں کی توجہ ہٹا رہی ہے۔ ''لوگوں کو ان کے عقائد کے مطابق کھانے دیں، لوگوں کو اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرنے دیں، اور دوسروں کے رہنے کے طریقے میں مداخلت نہ کریں،'' اویسی نے کہا، انہوں نے مزید کہا کہ ان کا خیال ہے کہ ''ناانصافی'' ختم ہو جائے گی اور نوجوانوں سے انصاف اور آئینی اقدار کے لیے کھڑے ہونے کی اپیل کرتے ہیں۔ انہوں نے آر ایس ایس اور بی جے پی پر الزام لگایا کہ انہوں نے تاریخی طور پر آئین پر مانوسمرتی کی حمایت کی ہے، ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کے ذریعہ تیار کردہ دستاویز سے آر ایس ایس کی وابستگی پر سوالیہ نشان لگایا۔ ''میں آر ایس ایس سے وابستہ لوگوں سے مانوسمرتی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ 26 نومبر 1949 کو ہم نے آئین کو اپنایا تھا، اس کے چار دن بعد، 30 نومبر کو، آر ایس ایس کے ایک ترجمان نے اس کے خلاف شکایت شائع کی، جس میں کہا گیا کہ یہ بالکل بھی آئین نہیں ہے اور یہ مانوسمرتی کو بابائے سنت کے ساتھ مل کر آئین کا مسئلہ ہونا چاہیے تھا۔'' امبیڈکر،'' اسدالدین اویسی نے کہا۔ انہوں نے انڈمان سیلولر جیل میں ہندوتوا کے نظریہ ساز وی ڈی ساورکر کے طرز عمل اور مسلم آزادی کے جنگجوؤں کے طرز عمل میں بھی تضاد پیدا کیا۔'' ساورکر مانوسمرتی کے حامی تھے، جب وہ انڈمان جیل میں تھے، انگریزوں کو خط لکھ رہے تھے، 'میں تمہارے ساتھ ہوں، مجھے رہا کرو۔' لیکن ہم کیا کر رہے تھے؟ علامہ فضل حق خیرآبادی بھی جیل میں تھے، انہوں نے سختیاں برداشت کیں لیکن انگریزوں کو کبھی 'محبت نامہ' نہیں لکھا، بلکہ آج ان کے خلاف فتویٰ جاری کیا، یہاں تک کہ ان کے خلاف فتویٰ جاری کیا۔ انڈمان بطور وصیت،'' اویسی نے کہا، انہوں نے مزید کہا کہ حیدرآباد کے مولوی علاء الدین، مکہ مسجد کے امام، جزائر انڈمان بھیجے گئے پہلے قیدی تھے۔ اویسی نے مزید دعویٰ کیا کہ آر ایس ایس نے ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد کے دوران کوئی قربانی نہیں دی، بجائے اس کے کہ ترے باز خان جیسی شخصیات کی طرف اشارہ کیا، اور کہا کہ حب الوطنی کے دعوے کرنے والوں کو ہندوستانی مسلمانوں کی وفاداری پر سوال نہیں اٹھانا چاہیے۔ مانوسمرتی پر اویسی کا تبصرہ بی جے پی اور کانگریس کے درمیان سیاسی تنازع کے پس منظر میں آیا ہے، جب کانگریس کے رکن پارلیمنٹ راہول گاندھی نے پونے میں ایک تقریب میں متن کے ایک حصے کا حوالہ دیا اور اس کی مذمت کی، جس سے بی جے پی نے اس پر ہندوستان کے ثقافتی ورثے کو مجروح کرنے کا الزام لگایا۔

شادی مبارک اور کلیان لکشمی میں معذور افراد کو ہائیکورٹ سے راحت

حیدرآباد: تلنگانہ ہائیکورٹ نے کلیان لکشمی اور شادی مبارک اسکیمات پر حکم التواء کو ختم کرنے سے انکار کردیا۔ تاہم معذور افراد کیلئے مذکورہ اسکیمات کیلئے شادی کے موقع پر 1.25 لاکھ کی فراہمی سے متعلق جی او ایم ایس نمبر 4 پر حکم التواء سے دستبرداری اختیار کرلی تاکہ معذور غریب افراد کو شادی کے موقع پر مدد حاصل ہوسکے۔ جسٹس شراون کمار نے کہا کہ کلیان لکشمی شادی مبارک سے متعلق دیگر 7 سرکاری احکامات پر حکم التواء آئندہ 2 ہفتوں تک برقرار رہے گا۔

ڈیجیٹل دور میں دینی شعور کی نئی ذمہ داریاں

سہیل لقمان تیمی
گڈا، جھارکھنڈ

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ زمانہ ہمیشہ اپنے دامن میں تبدیلیوں کو لیے آگے بڑھتا ہے، کبھی کتاب علم کی سب سے بڑی پناہ گاہ تھی، کبھی مسجد کا حلقہ درس اور کبھی مدرسے کی چار دیواری علم و تربیت کا مرکز ہوا کرتی تھی۔ طالب علم کتابوں کے اوراق پلٹتا، استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتا اور سوال کی گرہ کھولنے کے لیے اہل علم کے دروازے پر دستک دیتا تھا، پھر وقت نے کروٹ بدلی، ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی میں قدم رکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے علم کا ایک وسیع سمندر انسان کی مٹھی میں سمٹ آیا، آج ایک چھوٹا سا موبائل فون صرف رابطے، تفریح اور وقت گزاری کا ذریعہ نہیں رہا، بلکہ قرآن کی تفسیر، حدیث کے دروس، فقہی مسائل، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلامی تاریخ اور بے شمار علمی کتابوں تک رسائی کا ایک ایسا دروازہ بن چکا ہے، جو ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

یہ صورت حال بلاشبہ ایک عظیم نعمت ہے، آج دنیا کے کسی دور افتادہ گوشے میں بیٹھا ہوا طالب علم بھی بڑے علمی مراکز کے علما و فضلا کے دروس سن سکتا ہے، کل تک جس شخص کے لیے کسی بڑے عالم تک پہنچنا مشکل تھا، آج وہ گھر بیٹھے ان کی علمی گفتگو سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، خواتین، طلبہ، بیرون ملک مقیم مسلمان اور وہ لوگ جو دینی مراکز سے دور ہیں، ڈیجیٹل ذرائع سے دینی تعلیم سے وابستہ رہ سکتے ہیں، ایک کتاب کی تلاش میں جو برسوں کی مسافت تھی، وہ اب چند لمحوں کی جستجو میں بدل گئی ہے، لیکن علم کے یہ کھلے ہوئے دروازے اپنے ساتھ ایک نئی آزمائش بھی لائے ہیں، جب صحیح اور غلط، مستند اور غیر مستند، تحقیق اور افواہ، علم اور صرف معلومات سب ایک ہی اسکرین پر ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو دکھائی دینے لگیں تو اصل مسئلہ علم تک رسائی نہیں رہتا، بلکہ علم کی پہچان بن جاتا ہے۔

اسی لیے آج کے اس ڈیجیٹل دور میں دینی شعور کا مفہوم پہلے سے وسیع تر ہو گیا ہے، اب دینی شعور صرف یہ جاننے کا نام نہیں کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے، روزے کے مسائل کیا ہیں یا کسی آیت کا ترجمہ کیا ہے، بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ دینی علم کہاں سے حاصل کیا جائے، کس کی بات پر اعتماد کیا جائے، کسی حدیث یا قول کی نسبت کیسے جانچی جائے، کسی فتویٰ پر عمل کرنے سے پہلے اہل علم سے کیسے رجوع کیا جائے اور کسی وائرل خبر کو آگے بڑھانے سے پہلے اس کی حقیقت کیسے معلوم کی جائے، اور مذہبی زبان میں پیش کیے جانے والے اختلافی اور نفرت انگیز مواد کو دینی تعلیم سے کیسے علیحدہ کیا جائے، یوں آج کے دینی شعور کا دائرہ عبادت گاہوں سے نکل کر ہماری اسکرین، ہماری انگلیوں اور ہماری روزمرہ زندگی تک منتقل ہو گیا ہے۔

اس ڈیجیٹل دور میں جہاں علم و معلومات تک رسائی پہلے سے کہیں زیادہ آسان ہو گئی ہے، وہیں ان کے درست استعمال اور تحقیق کی ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے، صرف معلومات حاصل کرنا کافی نہیں، بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کون سی بات معتبر ہے، کون سی گمراہ کن، کس ماخذ پر اعتماد کیا جائے اور کس بات کو آگے بڑھانے سے گریز کرنا ہے، چناں چہ اس ڈیجیٹل دور میں ہم پر جو اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

اس ڈیجیٹل دور میں سب سے پہلی ذمہ داری مستند دینی علم کی پہچان اور حصول کی ہے، ڈیجیٹل دنیا میں ہر شخص اپنی بات کہہ سکتا ہے اور ہر شخص اپنی آواز کو ہزاروں لوگوں تک پہنچا سکتا ہے، کیمرے کے سامنے بیٹھا ہوا ایک پُر اعتماد شخص بسا اوقات دیکھنے والے پر ایسا تاثر دے دیتا ہے جیسے وہ علم کا ایک بڑا ستون ہو، حالاں کہ پُر اعتماد انداز گفتگو علمی اہلیت کی دلیل نہیں، لباس، ظاہری وضع قطع، عربی اصطلاحات، جذباتی خطابت یا فالوورز کی بڑی تعداد بھی کسی شخص کے صاحب علم ہونے کا قطعی ثبوت نہیں، اسلامی علمی روایت میں علم ہمیشہ کسی سلسلے، استاد کی نگرانی، کتاب کے مطالعے اور اہل علم کی صحبت کے ساتھ پروان چڑھا ہے، اس لیے آج بھی دینی رہنمائی حاصل کرتے ہوئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس شخص سے ہم دین سیکھ رہے ہیں، اس کی علمی بنیاد کیا ہے، اس نے کن اہل علم سے استفادہ کیا ہے، اس کی تعلیم و تربیت کہاں ہوئی ہے اور اہل علم کے حلقے میں اس کی کیا حیثیت ہے، ڈیجیٹل دنیا نے استاد تک پہنچنے کے راستے آسان ضرور کیے ہیں، مگر استاد کی ضرورت ختم نہیں کی ہے۔

دوسری بڑی ذمہ داری قرآن و حدیث کے حوالوں کی تحقیق ہے، آج سوشل میڈیا پر ایسے اقوال کی کوئی کمی نہیں ہے، جنہیں حدیث، آیت، صحابی کا قول یا کسی بزرگ کی نصیحت قرار دے کر پھیلایا جاتا ہے، بعض اوقات یہ اقوال اچھے ہوتے ہیں، بعض ضعیف، بعض بے اصل اور بعض صرف عوامی حکایات ہوتی ہیں، لیکن ان میں مذہبی الفاظ اور خوب صورت مفاہیم شامل ہوتے ہیں، اس لیے لوگ انہیں بغیر تحقیق کے آگے بڑھا دیتے ہیں، کسی قول کو حدیث کہہ کر پھیلانا بہت سنگین معاملہ ہے، اس لیے جب کوئی حدیث یا آیت کا حوالہ سامنے آئے تو اس کی تحقیق کی جائے، کسی مستند کتاب یا عالم سے رجوع کیا جائے اور کسی بزرگ یا عالم کی طرف کوئی بات منسوب کی جائے تو اس کے اصل ماخذ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے، دین کے معاملے میں محض یہ کہنا کافی نہیں کہ کسی نے بھیجا تھا، ایک مسلمان کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ اس کی انگلی سے نکلنے والا ہر پیغام بھی ایک امانت ہے اور امانت میں خیانت صرف مال کے معاملے میں نہیں ہوتی ہے، بلکہ معلومات اور نسبتوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

تیسری ذمہ داری معلومات اور علم کے درمیان فرق کو سمجھنا ہے، آج کی ڈیجیٹل دنیا نے معلومات کی ایسی فراوانی پیدا کر دی ہے جس کا تصور چند دہائیاں پہلے مشکل تھا، لیکن معلومات کا ڈھیر علمی گہرائی پیدا نہیں کرتا، چند دینی ویڈیوز دیکھ لینا، چند احادیث کے تراجم پڑھ لینا یا چند مذہبی اصطلاحات سے واقف ہو جانا کسی شخص کو عالم نہیں بنا دیتا ہے، بلکہ علم ایک طویل سفر کا نام ہے، اس میں مطالعہ ہے، اصول ہیں، فہم ہے، تحقیق ہے، استاد کی تربیت ہے اور سب سے بڑھ کر دیانت ہے، ایک پیچیدہ مسئلے کو چند سیکنڈ کی ویڈیو میں بیان کیا جا سکتا ہے، مگر اس کے تمام پہلو چند سیکنڈ میں بیان نہیں کیے جا سکتے، مختصر ویڈیو نتیجہ تو دکھا سکتی ہے، مگر اس نتیجے تک پہنچنے والے علمی راستے کو چھپا دیتی ہے، اس لیے ڈیجیٹل مواد کو علمی منزل نہیں بلکہ علم تک پہنچنے کا ایک وسیلہ سمجھنا چاہیے، جو شخص واقعی دین کو سمجھنا چاہتا ہے، اسے مختصر کلپس سے آگے بڑھ کر کتاب، استاد اور باقاعدہ مطالعے کی دنیا میں داخل ہونا ہوگا، اس کے بغیر دین کی گہری سمجھ ممکن نہیں ہے۔

چوتھی ذمہ داری فتوے اور پیچیدہ شرعی مسائل میں غیر معمولی احتیاط کی ہے، سوشل میڈیا پر کسی بھی مسئلے کا جواب چند سیکنڈ میں تلاش کیا جا سکتا ہے، لیکن ہر سوال کا جواب ہر جگہ سے لے لینا درست نہیں، کئی بار ایک ہی سرچ بار میں کسی سوال کے متعدد جوابات ملتے ہیں، بعض فقہی مسائل میں معاملے کی نوعیت، سابقہ صورت حال اور دوسری تفصیلات جواب پر اثر انداز ہوتی ہیں، نکاح و طلاق، وراثت، مالی معاملات، قرض، تجارت اور دیگر حساس مسائل میں صرف کسی مختصر پوسٹ یا ویڈیو کی بنیاد پر فیصلہ کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے، ایسے معاملات میں معتبر مفتیانِ کرام اور مستند دارالافتا سے رجوع کرنا چاہیے، ڈیجیٹل ذریعہ ہمیں اہل علم تک پہنچا سکتا ہے، مگر اسے ہر پیچیدہ معاملے میں خود کو مفتی بنا لینے کا ذریعہ بنا لینا مناسب نہیں، علم کی سہولت کو احتیاط کا دشمن نہیں، بلکہ احتیاط کا معاون بنانا ہوگا، تب ہی جا کر سعادت دارین کے حصول کا امکان ہے، ورنہ ہرگز نہیں۔

پانچویں ذمہ داری سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی افواہوں اور جھوٹی خبروں کی تحقیق ہے، آج خبر سفر نہیں کرتی، دوڑتی ہے، کبھی کبھی تو حقیقت کے پہنچنے سے پہلے افواہ منزل تک پہنچ جاتی ہے، ایک پرانی تصویر کو نئی خبر کا لباس پہنا دیا جاتا ہے، ایک پرانی ویڈیو کو تازہ واقعے سے جوڑ دیا جاتا ہے اور ایک مختصر، کٹی ہوئی کلپ پورے واقعے کی تصویر بدل دیتی ہے، مذہبی اور فرقہ وارانہ معاملات میں ایسی اطلاعات خاص طور پر خطرناک ہوتی ہیں، کیوں کہ ان کے ذریعے صرف غلط فہمی نہیں پھیلتی بلکہ دلوں میں خوف، غصہ اور نفرت بھی پیدا ہو سکتی ہے، اس لیے کسی بھی ایسی خبر کو آگے بڑھانے سے پہلے جو کسی فرد، گروہ یا برادری کے خلاف جذبات بھڑکاتی ہو، ایک لمحے کے لیے رک جانا چاہیے، ماخذ کیا ہے؟ اصل واقعہ کیا ہے؟ ویڈیو مکمل ہے یا کاٹی گئی ہے؟ دوسرے معتبر ذرائع کیا کہتے ہیں؟ اگر ان سوالات کا جواب موجود نہیں تو خاموشی شاید فارورڈ کرنے سے زیادہ ذمہ دارانہ عمل ہے، ایک غلط خبر چند لمحوں میں پھیل سکتی ہے، لیکن اس سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو ختم کرنے میں برس لگ سکتے ہیں، اس لیے اس سے گریز کرنے کی ضرورت ہے۔

چھٹی ذمہ داری فرقہ واریت، نفرت اور انتہا پسندی سے اپنے دینی شعور کی حفاظت ہے، ڈیجیٹل دنیا میں ایسا مواد بھی موجود ہے جو مذہبی جذبات کو بھڑکانے کے لیے نہایت چالاکی سے تیار کیا جاتا ہے، کبھی نفرت کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے، کبھی غصے کو دینی حمیت کا لباس پہنایا جاتا ہے اور کبھی تشدد کو حق کی حفاظت قرار دے دیا جاتا ہے، ایسا مواد بالخصوص ان نوجوانوں کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے جو تنہائی، محرومی، غصے یا فکری الجھن کا شکار ہوں، رفتہ رفتہ ان کے سامنے دنیا کا نقشہ صرف دو رنگوں میں تقسیم ہونے لگتا ہے، ہم اور وہ، دوست اور دشمن، حق والے اور باطل والے، یہاں دینی تعلیم کی حقیقی روح کو سامنے رکھنا ضروری ہے، کیوں کہ اسلام عدل، رحمت، انسانی جان کی حرمت، حسن اخلاق، اعتدال اور حق و انصاف کی تعلیم دیتا ہے، کسی بے گناہ پر ظلم، کسی پوری برادری سے نفرت یا تشدد کو مذہب کے نام پر جائز قرار دینا دین کی خدمت نہیں بلکہ دین کے نام کا غلط استعمال ہے، اختلافِ رائے اپنی جگہ ایک علمی حقیقت ہے، لیکن اختلاف کو نفرت اور دشمنی میں تبدیل کرنا دینی بصیرت نہیں پاگل پن ہے، جس سے بچنے کی شدید ضرورت ہے۔

ساتویں ذمہ داری نوجوان نسل کی فکری اور دینی تربیت ہے، آج کا نوجوان ایک ایسی دنیا میں آنکھ کھول رہا ہے جہاں ایک ہی اسکرین پر قرآن کی تلاوت بھی ہے اور بے بنیاد دعویٰ بھی، مستند عالم کا درس بھی ہے اور خود ساختہ مبلغ کی گفتگو بھی، علمی بحث بھی ہے اور نفرت انگیز پروپیگنڈا بھی، ایسے ماحول میں صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ یہ مت دیکھو، نوجوانوں کو یہ سکھانا ہوگا کہ جو دیکھ رہے ہو، اسے پرکھو کیسے؟ گھر میں سوال کرنے کی آزادی ہونی چاہیے، مدرسے میں مشکل سوالات پر گفتگو کی گنجائش ہونی چاہیے اور مسجد میں نوجوانوں کے لیے ایسا ماحول ہونا چاہیے جہاں وہ اپنی الجھنیں بلاخوف بیان کر سکیں، اگر نوجوان کو اپنے سوال کا جواب محبت، حکمت اور دلیل کے ساتھ گھر، مدرسے اور مسجد میں ملے گا تو وہ غیر معروف آن لائن آوازوں کا شکار ہونے سے زیادہ محفوظ رہے گا، نوجوانوں کی صرف نگرانی کافی نہیں، ان کے ساتھ فکری رفاقت ضروری ہے، ان کے سوالات سے گھبرانے کے بجائے ان کے سوالات کو سمجھنا ہوگا، کیوں کہ خاموش سوال کبھی کبھی غلط دروازوں پر جواب تلاش کرنے لگتے ہیں۔

آٹھویں ذمہ داری علما و فضلا، مدارس اور دینی اداروں کی موثر ڈیجیٹل موجودگی ہے، اگر مستند علم نئی دنیا کے ذرائع ابلاغ سے دور رہے گا تو غیر مستند آوازیں اس خلا کو ضرور پُر کریں گی، آج ضرورت ہے کہ علما و فضلا اور دینی ادارے جدید ذرائع کو صرف تفریح یا تشہیر نہیں بلکہ دعوت، تعلیم اور اصلاح کا ذریعہ بنائیں، مختصر مگر مستند ویڈیوز، حوالہ جاتی مضامین، نوجوانوں کے سوالات کے جوابات، فقہی مسائل کی آسان وضاحت، قرآن و حدیث کے دروس اور فکری شبہات کا علمی جواب وقت کی اہم ضرورت ہیں، آج منبر صرف مسجد کی چار دیواری تک محدود نہیں رہا، موبائل کی اسکرین بھی ایک ایسا منبر بن چکی ہے جس تک بیک وقت ہزاروں اور لاکھوں انسان پہنچ سکتے ہیں، اس لیے اس نئے منبر پر آنے والی آواز میں علم کے ساتھ حکمت، خطابت کے ساتھ اخلاق اور اثر انگیزی کے ساتھ ذمہ داری ضروری ہے، اگر اہلِ علم اپنی آواز کو اس نئے میدان تک موثر انداز میں لے آئیں تو ڈیجیٹل دنیا فکری انتشار کا میدان بننے کے بجائے علم واصلاح کا وسیلہ بن سکتی ہے۔

نویں ذمہ داری اختلاف رائے میں اعتدال، تحمل اور حسنِ اخلاق کی حفاظت ہے، اسلامی علمی تاریخ میں اختلاف ہمیشہ سے موجود رہا ہے، فقہی مسائل میں مختلف آرا سامنے آئی ہیں، علما و فضلا نے ایک دوسرے سے علمی مناقشے کیے ہیں، لیکن علمی اختلاف کا مطلب باہمی دشمنی نہیں تھا، آج سوشل میڈیا نے اختلاف کو اس قدر نمایاں کر دیا ہے کہ ایک معمولی مسئلہ بھی لمحوں میں ہزاروں افراد کے درمیان بحث کا موضوع بن جاتا ہے، ایسے ماحول میں زبان کی حفاظت پہلے سے زیادہ ضروری ہے، دلیل سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، شخصیت کی توہین کے بغیر اپنی رائے بیان کی جا سکتی ہے، دوسرے کی عزت پامال کیے بغیر اپنی بات پر اصرار کیا جا سکتا ہے، مگر حق کا مالک بننے کے دعوے کے بغیر، کیوں کہ سوشل میڈیا کے تبصروں میں طنز، تحقیر، تمسخر اور سخت کلامی دینی ماحول کو آلودہ کرتے ہیں، مسلمان کی پہچان صرف اس کے موقف سے نہیں بلکہ اس کے اخلاق سے بھی ہوتی ہے، اختلاف اگر ادب کھو دے تو علم کی روشنی بھی دھندلا جاتی ہے، اس لیے دوران اختلاف ہر حال میں ادب کا خیال رکھا جائے۔

دسویں ذمہ داری ڈیجیٹل اخلاق اور اپنی ذات کی حفاظت ہے، ہر چیز دیکھنا ضروری نہیں، ہر بحث میں شامل ہونا ضروری نہیں، ہر پیغام کا جواب دینا ضروری نہیں اور ہر وائرل موضوع پر رائے دینا بھی ضروری نہیں، انسان کو اپنے وقت، توجہ، ذہنی سکون اور اخلاقی حدود کی حفاظت کرنا چاہیے، مسلسل اشتعال انگیز مواد دیکھتے رہنا دل میں بے چینی، ذہن میں سختی اور رویے میں شدت پیدا کر سکتا ہے، اسی طرح دوسروں کی نجی زندگی، تصاویر، پیغامات اور ذاتی معلومات کو بلا اجازت پھیلانا بھی اخلاقی ذمہ داری کے خلاف ہے، ڈیجیٹل دنیا میں بھی وہی اصول کارفرما ہونے چاہییں جو حقیقی زندگی میں مطلوب ہیں، جیسے سچائی، امانت، حیا، عدل، نرم گفتاری، احترام اور ذمہ داری، کیوں کہ اسکرین کے دوسری طرف موجود انسان بھی انسان ہی ہے، اس کا دل بھی ہے، عزت بھی ہے اور احساسات بھی، اس لیے ڈیجیٹل اخلاق دراصل اسلامی اخلاق ہی کا ایک نیا میدان ہے، جس کا پاس ولحاظ رکھنا ہر حال میں ضروری ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ڈیجیٹل دور نے دینی علم کے دروازے بے مثال وسعت کے ساتھ کھول دیے ہیں، لیکن اس کے ساتھ تحقیق، انتخاب اور احتیاط کی ذمہ داری بھی کئی گنا بڑھ گئی ہے، آج ہمارے ہاتھ میں علم کے بے شمار ذرائع ہیں، مگر ہر ذریعہ معتبر نہیں، ہمارے سامنے بے شمار آوازیں ہیں، مگر ہر آواز حق کی ترجمان نہیں، ہمارے پاس معلومات کا خزانہ ہے، مگر ہر معلومات علم نہیں، اس لیے آج دینی شعور کا تقاضا صرف یہ جاننا نہیں کہ کیا پڑھنا ہے، بلکہ یہ بھی سمجھنا ہے کہ کس سے پڑھنا ہے، کہاں سے پڑھنا ہے، کس بات کی تحقیق کرنی ہے، کس بات کو روک دینا ہے اور کس بات کو دوسروں تک پہنچانے سے پہلے اس کی صحت کی تحقیق کرنی ہے، یہی بصیرت انسان کو ڈیجیٹل دنیا کے فکری انتشار سے محفوظ رکھتی اور علم کے حقیقی سرچشموں تک پہنچاتی ہے۔

کشمیر میں احتجاجی مظاہرے جس پر فوجی کارروائی سیاسی بحران کا شکار

مصطفیٰ کمال رحمانی
صاحب گنج، جھارکھنڈ

قارئین کرام: بلاشبہ موجودہ دور میں پاک کے زیر قبضہ کشمیر (پی او کے) میں حالیہ سیاسی اور سماجی پیش رفت نے خطے میں شدید تناؤ اور عدم استحکام کی صورت حال پیدا کر دی ہے، مہنگائی، بنیادی حقوق کی پامالی اور بھاری ٹیکسوں کے خلاف شروع ہونے والی شہری تحریک اب ایک بڑے عوامی احتجاج کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ مقامی باشندوں اور شہری حقوق کے گروپوں کی طرف سے منعقدہ لانگ مارچ کے دوران پاکستانی سیکورٹی فورسز اور رینجرز کی جانب سے کی گئی طاقت کے استعمال کے نتیجے میں کم از کم ۱۵/شہری جاں بحق اور درجنوں دیگر زخمی ہو گئے اس تشدد نے پورے خطے میں شدید بے چینی اور غم و غصے کی لہر دوڑا دی ہے۔

یہ احتجاجی مظاہرے بنیادی طور پر بجلی کے بڑھتے نرخوں سبسڈی میں کٹوتی، گندم کے آٹے اور اشیائے ضروریہ کی آسمان چھوتی قیمتوں کے خلاف شروع ہوئے تھے، عوامی ایکشن کمیٹی کی قیادت میں ہزاروں افراد سڑکوں پر نکل آئے اور مظفرآباد کی طرف مارچ کرنے لگے شہریوں کا الزام ہے کہ پاکستانی انتظامیہ ان کے جائز معاشی اور بنیادی مطالبات پر کان دھرنے کے بجائے وحشیانہ فوجی طاقت کا استعمال کر رہی ہے، انٹرنیٹ سروسز معطل کر دی گئیں، سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں اور دفعہ ۱۴۴/نافذ کر دی گئی، اس کے باوجود لوگوں کے مظاہرے بدستور جاری ہے۔

سیکورٹی فورسز کی جانب سے نہتے مظاہرین پر فائرنگ اور آنسو گیس کے شیل داغنے کے واقعات نے بین الاقوامی برادری اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی ہے مقامی شہری تنظیموں نے سیکورٹی فورسز کی اس کارروائی کو انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی اور شہریوں کی آواز دبانے کی جابرانہ پالیسی قرار دیا ہے۔ ہلاکتوں کے بعد مظفرآباد، راولا کوٹ اور کوٹ اور میرپور جیسے بڑے شہروں میں احتجاج کی شدت مزید بڑھ گئی ہے جس سے پورا خطہ مفلوج ہو کر رہ گیا ہے اور روز مرہ کی زندگی مکمل طور پر درہم برہم ہو چکی ہے۔

اس سماجی بے چینی کے دوران خطے میں ایک بڑا سیاسی بحران بھی شدت اختیار کر گیا ہے جاری سیاسی تعطل کی وجہ سے حال ہی میں منعقد ہونے والے انتخابات کو منسوخ کر دیا گیا ہے جس نے انتظامی خلا اور عدم اطمینان میں مزید اضافہ کر دیا ہے انتخابی عمل کی تنسیخ اور سیاسی جوڑ توڑ نے عام عوام کے دلوں میں موجودہ نظام کے تئیں عدم اعتماد کو مزید گہرا کر دیا ہے، سیاسی تجزیہ کاروں کا ماننا ہے کہ یہ فیصلہ عوام کے جمہوری حقوق پر ایک کاری ضرب ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ، پاک کے زیر قبضہ کشمیر میں جاریہ بحران محض امن وامان کا فوری مسئلہ نہیں ہے بلکہ دہائیوں سے جاری معاشی نظر اندازی سیاسی حقوق کے فقدان اور فوجی تسلط کا نتیجہ ہے، اگر سیکورٹی فورسز کا پر تشدد جبر اور جابرانہ پالیسیاں اسی طرح جاری رہیں تو خطے میں مزید عدم استحکام پیدا کرے گا، شہری پر امن حل اپنے جمہوری حقوق کی بحالی اور تشدد کے ذمہدار اہلکاروں کے خلاف احتساب کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ماہ ربیع الاول: فضائل، مسائل اور رسومات و منکرات!

مولانا فیاض احمد صدیقی
صدر مدرس
مدرسہ عربیہ ھدایت الاسلام انعام وہار
سبھا پور دہلی این سی آر

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا" انبیاء ۱۰۷۔ "اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن" احزاب ۴۵-۴۶۔ "اور آپ کا ذکر بلند کیا" انشراح ۴۔ "اور اخلاق آپ کے بہت عالی ہیں" قلم ۴۔

ماہ ربیع الاول اپنے اندر ایک عظیم المرتبہ ماضی اور اس کی بیش بہا برکات سمیٹے آپہنچا ہے۔ دل نے چاہا کہ ایسے موقع پر اس مبارک موضوع سے بہتر اور کوئی موضوع نہیں، کہ میں اس عظیم واقعہ کا تذکرہ کروں جس کے نتیجے میں دنیا کا سارا نظام انقلابی طور پر تبدیل ہو گیا۔ سارا عالم جہالت کے اندھیروں کی جگہ علم کے نور سے منور ہو گیا۔ باطل معبود زمیں بوس ہو گئے اور توحید کا پرچم بلند ہو گیا۔ بدعات کی نحوستوں کو سنتوں کی برکات نے مٹا دیا۔ شیطان کے قانون کی جگہ اللہ کا قانون نافذ ہو گیا۔ سابقہ تمام ادیان جو تحریفات کے باعث اپنی حقیقت کھو چکے تھے، منسوخ کر دیے گئے اور ہر سو اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ دشمنیاں دوستیوں میں بدل گئیں، عداوتیں محبتوں میں تبدیل ہو گئیں، غیر اخلاقانہ زندگی گزارنے والے خوش اخلاق کا مجسمہ بن گئے۔ پھر یہ جاں نثارانِ اسلام ان تعلیمات کو لے کر اٹھے اور پورے عالم پر چھا گئے۔ وہ عظیم واقعہ ہادی عالم، حضورِ اکرم، صاحب خلق عظیم، نبی کریم، سرکار دو عالم محمد الرسول اللہ ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کا ہے۔

آج مسلم نوجوانوں کو رقص و سرور کی محفلیں سجاتے، نشے میں مدہوش، موسیقی کے سر تال پر جھومتے گاتے، لڑکیوں پر آوازیں کستے، حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل تو بہت دور کی بات بلکہ ان مبارک سنتوں کا مذاق اڑاتے، اور لڑکیوں کو ان کے قدم سے قدم ملاتے دیکھ کر ایک سوال کا جواب مل جاتا ہے کہ آج وہ مسلمان اس قدر ذلت اور پستی کا شکار کیوں ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر فتح و نصرت کے وعدے فرمائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم وہ رہے ہی نہیں جن کی مدد کو آسمانوں سے فرشتے اترتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی رضا مندی اور خوشی کے اظہار کے لئے قرآن پاک کی آیات نازل فرماتے تھے۔

میں جانتا ہوں کہ یہ تو خوشی کا موقع ہے اور بہت سے لوگ اس کا جشن منا رہے ہیں لیکن اس امتِ مسلمہ کی حالت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو ہیں، دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے، میرا ضمیر مجھے جھنجوڑ کر ملامت کر رہا ہے، عقل میری حماقتوں پر ہنس رہی ہے، گناہوں کے بوجھ سے میری گردن جھکی جا رہی ہے۔ اکثر اوقات تو ہم اپنی سیاہ کاریوں کو مجبوریوں، اور وقت کے تقاضوں کے پردوں میں چھپا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب کبھی دل کے کسی کونے میں چھپی ہوئی غیرتِ ایمانی کروٹ لیتی ہے اور ایمان کی روشنی کی جھلک آنکھوں سے جہالت کی سیاہی کو دور کرتی ہے تو اپنی زندگی سے شرم آنے لگتی ہے، زمین جگہ نہیں دیتی کہ اس میں دھنس کر اس شرمندگی سے بچ جائیں۔ پھر بھی شاید ایسا ہو کہ کم ہمتی کے باعث نفس و شیطان اس غیرتِ ایمانی پر غالب آجائیں اور ہماری سرکشی ہمیں پھر ساری حدیں پار کرنے پر مجبور کر دے۔ لیکن ایک بات سوچ کر روح کانپ جاتی ہے کہ کل کو حشر کے میدان میں کہاں چھپیں گے اور کیا مُنہ لے کر حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کریں گے، وہاں تو پلٹنے کا کوئی راستہ بھی نہیں لیکن آج ایک راستہ ہے! وہ ہے توبہ کا راستہ۔ آنکھ سے نکلا ہوا ندامت کا ایک آنسو پچھلے سارے گناہوں کو پل بھر میں دھو دے گا۔

یہ سچ ہے کہ ماہِ ربیع الاول جو عظیم اعزاز اور سعادت حاصل کر چکا ہے اُس پر وہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر افسردہ اور بے چین آنسو بھی بہا رہا ہے۔ اور ہمیں پکار پکار کر ہم سے مطالبہ کر رہا ہے کہ تم میرے تقدس کو کیوں پامال کر رہے ہو اور میری حقیقت کو کیوں فراموش کر چکے ہو۔ ہماری یہ حالتِ زار اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ ہم سے راضی نہیں۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ اس سے پہلے کہ آخرت کی شرمندگی اٹھانی پڑے، اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کو راضی کرلو، اور اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے، اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اور اتباع۔ انشا اللہ پھر سے خصوصی رحمتیں نازل ہونے لگیں گی۔ نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو اپنا لو، پھر سے وہی برکات حاصل ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ کے طور طریقے اپنی زندگیوں میں لے آؤ، پھر سے مسلمان ذلت کی اس اندھیری رات میں عزت و غلبہ کا چاند بن کر چمکیں گے۔ یہیں امیدیں میرے آنسوؤں کو پونچھ دیتی ہیں، میرے دل کے ٹکڑوں کو جوڑ دیتی ہیں۔ دل میں امید کی یہ کرن اور آنکھوں میں خوشی کی چمک اس بات پر فخر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رحمت العالمین ﷺ کا امتی بنایا اور یہی ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سرمائے کی صحیح معنوں میں قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تحریک آزادی اور تحریک خلافت: مشہور مؤرخ سمیت سرکار کی کتاب کا جائزہ

محمد مجاهد سید
لکھنؤ

جس طرح بغیر بیج کے درخت وجود میں نہیں آسکتا اسی طرح تحریکات کی جڑ میں بھی کوئی نہ کوئی مرکزی فلسفہ بیج کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔ فلسفہ عام انسانوں کی فطرت سے جس قدر قریب تر ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اسے جلد قبول عام حاصل ہوتا ہے۔ پھر بالآخر وہی فلسفہ لوگوں کے اذہان متاثر کر کے ایک ٹریک بن جاتا ہے اور بعض اوقات وہ تحریک بین الاقوامی طور پر مختلف تحریکوں کی بنیاد بن جاتی ہے۔ 1857ء کے ناکام انقلاب آزادی کے بعد ہندوستان کے مسلمان زخمی شیر کی طرح وقتی طور پر خاموش تو بیٹھ گئے تھے لیکن ان کے دل و دماغ میں انقلاب کا لاوا پک رہا تھا۔

دوسرے برادران وطن کے مقابلے میں مسلمان زیادہ چوٹ کھائے ہوئے تھے۔ انہیں احساس تھا کہ حکومت انکے ہاتھوں سے چھینی گئی ہے۔ اس لئے وہ مناسب موقع کے منتظر تھے۔ ابھی یہ زخم تازہ تھا کہ برطانوی سامراج نے خلافت عثمانیہ جو سارے عالم میں مسلمانوں کے لئے وحدت کا باعث تھی اس کے حصے بخرے شروع کر دیئے۔

شکست خوردہ عثمانی سلطنت پر توہین آمیز شرائط صلح مسلط کرنے کی خبر نے مسلمانوں میں خصوصی طور پر ہندوستان کے مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا کر دیا۔

رچرڈ گورڈن (Richard Gordon)، جوڈتھ براؤن (Judith Brown) اور فرانسس رابنسن (Francis Robinson) جنہوں نے بحیثیت قائد گاندھی جی کی سیاسی عروج کی تفصیلات تحریر کی ہیں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس زمانے میں اعلیٰ سطح پر قیادت کے میدان میں اکھاڑ پچھاڑ نے گاندھی جی کو موقع فراہم کیا تھا کہ وہ مرکزی اسٹیج پر آکر قیادت سنبھالیں۔ مختلف تاریخیں گواہ ہیں کہ تحریک آزادی کے لئے بنیاد کا کام تحریک خلافت نے کیا تھا۔ عدیل عباسی مرحوم کی تحریک خلافت اور سمیت سرکار کی کتاب ماڈرن انڈیا تک مختلف کتابیں وہ تمام تفصیلات فراہم کرتی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ موجودہ تحریکات کے لئے سب سے پہلے تحریک خلافت نے میدان ہموار کیا۔

تحریک خلافت بظاہر ترکی کی خلافت کے دفاع کی تحریک تھی لیکن کم پڑھے لکھے عوام خلافت کے معنی مخالفت مراد لیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ انگریزوں کی مخالفت کا نام تحریک خلافت ہے۔ مختلف طبقات نے اپنے سماجی اور سیاسی شعور کے مطابق اس تحریک سے فائدہ اٹھایا۔ کانگریس جو کل ہند جماعت بننا چاہتی تھی اسے بھی مقبولیت اور میدان اسی تحریک نے فراہم کیا۔

اس تحریک کے تین مرکزی مطالبات تھے جو مولانا محمد علی جوہر نے مارچ 1920 میں پیرس میں ڈپلومیٹس کے سامنے پیش کیے تھے۔

۱۔ مقامات مقدسہ ترکی سلطان کے قبضے میں رکھے جائیں۔ ۲۔ سلطان ترکی (خلیفہ) کو اتنی عمل داری دی جائے کہ وہ عقائد اسلامی کا نگہبان رہ سکیں۔ ۳۔ جزیرۃ العرب (عربیہ) شام، عراق اور فلسطین مسلم خود مختار سلطنت کا حصہ ہو۔

تحریک خلافت کے سرخیل لیڈر علی برادران (مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی تھے) مسلمانوں کے اس زمانے کے تقریباً سارے معروف قومی رہنما اس تحریک کے ساتھ تھے۔ اس تحریک کی پشت پناہی بمبئی کے مسلمان تاجر کر رہے تھے، بڑے چھوٹے شہروں اور گاؤں میں متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے صحافی اور علمائے کرام بھی اس میں شامل تھے۔ جہاں تک اس تحریک کے دائرہ کار اور اثر کا تعلق ہے خصوصی طور پر متحدہ صوبہ جات (United Province) بنگال، سندھ اور مالابار (مشہور موپلا تحریک کا گڑھ) میں اس کا بڑا اثر تھا۔

ابتدا میں اس تحریک کے قائدین (جن کا تعلق بمبئی کے تاجر طبقے سے تھا) نے یہ پسند کیا کہ سنجیدہ جلسے کئے جائیں، میمورنڈم اور لندن اور پیرس کو وفود بھیجنے پر اکتفا کی جائے لیکن علی برادران کی رہائی کے بعد اس تحریک نے انقلابی طور طریقے اختیار کر لئے۔ یہی وہ جماعت تھی جس نے سب سے پہلے ملک گیر سطح پر ہڑتال کا نعرہ دیا (17/ اکتوبر 1919ء اور 19/مارچ 1920ء) اور یہی وہ گروپ تھا جس نے سب سے پہلے عدم تعاون کا نعرہ دہلی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس 23-22 نومبر 1919 کو لگایا تھا۔ جوڈتھ براؤن کے مطابق اسی زمانے میں گاندھی جی کانگریس کمیٹی اور خلافت کمیٹی کا لازمی حصہ بن گئے اور انہوں نے رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی قیادت پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

تحریک خلافت کے قائدین ہندو مسلم اتحاد کے لئے دل سے خواہش مند تھے اور سمیت سرکار کے مطابق حالانکہ ہندوؤں نے مسجدوں کے سامنے باجے نہ بجانے کا عہد نہ کیا (حالانکہ یہ مذہبی لحاظ سے ان کے لئے اہم نہیں تھا) لیکن دسمبر 1919ء کے مسلم لیگ کے رزولیشن میں مسلمانوں نے یکطرفہ طور پر خیر سگالی کے جذبات کے تحت عید الضحیٰ کے موقع پر گائے کی قربانی نہ کرنے کا اعلان کیا۔

1920ء تک گاندھی جی بمبئی گروپ کے ساتھ تھے جس کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ گاندھی جی کا رویہ بہت ہی محتاط تھا۔ تحریک خلافت کے قائد مولانا حسرت موہانی نے جب نومبر 1919ء کی خلافت کانفرنس میں برطانوی مال کے بائیکاٹ کی تجویز رکھی تو گاندھی جی نے مسلمان تاجروں کے مفادات کی حفاظت کے پیش نظر (کیونکہ مسلم تاجروں کی اکثریت برطانوی مال درآمد کرتی تھی) اس تجویز کی مخالفت کی لیکن 14 مئی 1920ء کو ترکی کا برطانوی حکومت سے توہین آمیز معاہدہ (Treaty of Severs) اور اس کے بعد ہنٹر کمیشن میجارٹی رپورٹ (Hunter Commission Majority Report) جس کے ذریعہ جلیانوالہ باغ کے قاتل جنرل ڈائر کو الزام سے بری کر دیا تھا۔ اس نے عمومی طور پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے جذبات میں ہیجان پیدا کر دیا اور گاندھی جی بھی برطانوی حکومت کے رویے کی مذمت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی زمانے میں مرکزی خلافت کمیٹی کے الہ آباد کے جلسے میں (یکم جون سے 3 جون تک) ہندو قومی لیڈروں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اسی جلسے میں عدم تعاون (Non-Cooperation) پروگرام کے چار ادوار کا اعلان کیا گیا۔ اس میں طے پایا گیا کہ

۱۔ برطانوی حکومت کے خطاب کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ۲۔ سول سروس کا بائیکاٹ، ۳۔ پولیس اور فوج کی نوکریوں کا بائیکاٹ، ۴۔ ٹیکس کی عدم ادائیگی۔

(جاری........)

جلوسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اتحادِ امت، احتیاط و تدابیر

ماہ نور کا مبارک مہینہ مسلمانوں کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کو تازہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس مہینے میں درود وسلام، نعتِ رسول ﷺ، ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اور سیرتِ طیبہ کے تذکرہ کے ذریعے مسلمان عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں سرشار رہتے ہیں۔ جلوسِ محمدی ﷺ بھی اسی جذبۂ محبت کا اجتماعی مظہر ہے۔ اس اجتماع کی اصل کامیابی صرف یہ نہیں کہ کتنے لوگ شریک ہوے، بلکہ یہ ہے کہ شریک ہونے والوں نے اپنے کردار سے کیا پیغام دیا۔ اگر جلوس میں ادب، نظم، بھائی چارہ، خدمت اور اتحاد نمایاں ہو تو یہ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوب صورت ترجمانی بن جاتا ہے۔ اسلام نے فرد کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ اسے ایک ایسے معاشرے کا حصہ بنایا ہے جہاں ہر شخص دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعاً وَلَا تَفَرَّقُوا یعنی سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ اس آیت میں مسلمانوں کو واضح ہدایت دی گئی کہ ان کی قوت باہمی تعلق میں ہے۔ قرآن نے صرف عبادت کی تعلیم نہیں دی بلکہ امت کو ایک جماعت کی صورت میں قائم رہنے کا حکم بھی دیا۔ اس لیے اجتماعی زندگی اسلام کے مزاج کا اہم حصہ ہے۔

اتحاد کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص کی سوچ ایک جیسی ہوجائے یا ہر مسئلے میں اختلاف ختم ہوجائے۔ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں، فہم الگ ہوتا ہے اور رائے میں فرق بھی ہوسکتا ہے۔ اصل اتحاد یہ ہے کہ اختلاف کے باوجود بنیادی تعلق قائم رہے، ایک دوسرے کی عزت باقی رہے اور مشترک مقصد کو ذاتی پسند سے مقدم رکھا جائے۔ ایک مضبوط جماعت وہ ہوتی ہے جس میں افراد ایک دوسرے کی کمزوری کو سہارا دیتے ہیں اور اپنی صلاحیت کو اجتماعی فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اسی لیے جلوس میں نظم کو بنیادی اہمیت دی جائے۔ نعرے لگانے کے لیے صرف دو یا چند ذمہ دار افراد مقرر ہوں۔ ہر شخص اپنی طرف سے نعرے شروع نہ کرے۔ ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو کسی فرد یا طبقے کی دل آزاری کا سبب بنیں۔ اشتعال انگیز تقریر یا ریکارڈنگ سے بچا جائے۔ ڈی جے اور غیر ضروری بلند آواز استعمال نہ کی جائے۔ یہ پابندیاں کسی کے جذبے کو محدود کرنے کے لیے نہیں بلکہ اجتماع کے وقار کو برقرار رکھنے کے لیے ہیں۔

ٹریفک اور عام شہریوں کے حقوق کا خیال رکھنا بھی اتحاد ہی کا حصہ ہے۔ ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں وہاں مختلف لوگ اپنے روزمرہ کے کام انجام دیتے ہیں۔ کسی مریض کو اسپتال پہنچنا، کسی مسافر کو سفر کرنا یا کسی مزدور کو اپنے کام پر جانا ہوسکتا ہے۔ جلوس کی وجہ سے کسی ضرورت مند کے لیے مشکل پیدا نہ ہو۔ راستے میں گاڑیوں کو مناسب جگہ دی جائے اور ایمبولینس یا کسی ہنگامی گاڑی کو فوری راستہ دیا جائے۔ ایک مسلمان کا اجتماع دوسروں کے لیے سہولت کا سبب ہونا چاہیے۔

عوامی املاک کی حفاظت بھی ہر شریک کی ذمہ داری ہے۔ کسی دکان، گاڑی، مکان یا دوسری چیز کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ آتش بازی اور پٹاخوں سے دور رہا جائے۔ کسی بچے یا راہ گیر کے زخمی ہونے کا خطرہ پیدا نہ کیا جائے۔ جلوس کے دوران صفائی کا خیال رکھا جائے اور راستے میں کچرا نہ پھینکا جائے۔ یہ سب کام بظاہر چھوٹے ہیں، مگر یہی اعمال اجتماعی شعور کی پہچان بنتے ہیں۔

نوجوانوں کو خاص طور پر یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کی اصل طاقت تعداد نہیں بلکہ نظم، علم، اخلاق اور اتحاد ہے۔ اگر سو نوجوان سو سمتوں میں چلیں تو ان کی قوت منتشر ہوجائے گی، لیکن اگر وہ ایک مقصد کے لیے منظم ہوجائیں تو ان کی صلاحیت بہت بڑا اثر پیدا کرسکتی ہے۔ اس لیے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیت کو بحث، ضد اور باہمی مقابلے میں ضائع نہ کریں بلکہ تعلیم، خدمت، دعوت، اصلاح اور ملت کی تعمیر میں لگائیں۔

اتحاد کا مطلب آنکھ بند کرکے ہر بات کو تسلیم کرلینا بھی نہیں ہے۔ نوجوان سوال کرسکتے ہیں، مشورہ دے سکتے ہیں اور بہتر طریقہ پیش کرسکتے ہیں۔ لیکن مشورے کے بعد جو اجتماعی فیصلہ ہو، اس کے احترام کا مزاج بھی پیدا کرنا ہوگا۔ ہر شخص اپنی رائے کو آخری فیصلہ سمجھنے لگے تو کوئی اجتماع آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مشورہ اجتماعی زندگی کی قوت ہے اور نظم اس قوت کو نتیجے تک پہنچاتا ہے۔

جلوس کے منتظمین کو بھی نوجوانوں کو صرف ہجوم کا حصہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ انہیں ذمہ داری دینی چاہیے۔ کوئی ٹریفک کی نگرانی کرے، کوئی بزرگوں کی مدد کرے، کوئی بچوں پر نظر رکھے، کوئی صفائی کا انتظام کرے اور کوئی ضرورت مندوں کی رہنمائی کرے۔ جب نوجوان ذمہ داری سیکھتے ہیں تو ان کے اندر قائدانہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ آج کا ذمہ دار کارکن ہی کل کا مؤثر رہنما بن سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت کا سب سے خوب صورت اثر یہ ہونا چاہیے کہ مسلمان ایک دوسرے کے لیے آسانی پیدا کریں۔ اگر جلوس میں ایک نوجوان دوسرے کو سہارا دیتا ہے، کسی بزرگ کے لیے راستہ بناتا ہے، کسی بچے کو اس کے والدین تک پہنچاتا ہے یا کسی پریشان شخص کی مدد کرتا ہے تو وہ بغیر کسی تقریر کے محبتِ رسول ﷺ کا پیغام پہنچا رہا ہوتا ہے۔ یہی کردار لوگوں کے دلوں پر اثر ڈالتا ہے۔

ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اتحاد صرف جلوس کے دن کے لیے نہیں۔ اگر ہم چند گھنٹوں کے لیے ایک صف میں کھڑے ہوں اور اگلے دن پھر معمولی اختلافات پر ایک دوسرے سے تعلق ختم کرلیں تو اجتماعی اجتماع کا مقصد مکمل نہیں ہوتا۔ جلوس ہمیں یہ سبق دے کہ ہم مسجد، مدرسہ، تعلیمی ادارے، محلہ، تنظیم اور معاشرے میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ اختلاف کو حل کرنے کا طریقہ سیکھیں، معافی مانگنے میں عار محسوس نہ کریں اور دوسروں کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں۔

قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو تفرقے سے بچنے کی ہدایت دی ہے اور نبی کریم ﷺ نے باہمی تعلق کو عمارت اور جسم کی مثال سے واضح فرمایا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے دکھایا کہ اجتماعی مقصد کے لیے ذاتی مفاد کو پیچھے رکھا جاسکتا ہے۔ مہاجرین وانصار نے اخوت کی بنیاد پر ایک نئی معاشرت قائم کی اور غزوۂ بدر میں صحابہ نے مشورے، وفاداری اور نظم کا مظاہرہ کیا۔ یہ سب دلائل ہمیں بتاتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ افراد کے باہمی تعاون سے بنتا ہے۔ اس لیے جلوسِ محمدی ﷺ کے نوجوانوں کے نام یہ واضح پیغام ہے کہ اپنی قوت کو پہچانو، ایک دوسرے کو اپنا سمجھو، اختلاف کو دشمنی نہ بناؤ، اجتماعی فیصلے کا احترام کرو، ذمہ داری سے کام کرو اور محبتِ رسول ﷺ کو اتحاد کی بنیاد بناؤ۔ کسی ساتھی کو کمزور کرکے آپ مضبوط نہیں ہوسکتے۔ کسی جماعت کو گراکر آپ کی اپنی جماعت بلند نہیں ہوسکتی۔ کسی مسلمان کو ذلیل کرکے آپ کی عزت نہیں بڑھ سکتی۔ حقیقی ترقی اس وقت ہوگی جب ایک نوجوان دوسرے نوجوان کے لیے راستہ بنے اور ایک کارکن دوسرے کارکن کے لیے قوت بنے۔

جلوسِ محمدی ﷺ میں باوضو اور باادب شرکت کریں، درود وسلام سے زبان کو آباد رکھیں، نظم کی پابندی کریں، مقرر ذمہ داران کی ہدایات سنیں، اشتعال انگیز کلام سے بچیں، ڈی جے اور غیر ضروری شور نہ کریں، ٹریفک کا خیال رکھیں، عوامی املاک کی حفاظت کریں، آتش بازی سے دور رہیں اور صفائی کا اہتمام کریں۔ سب سے بڑھ کر ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کا معاملہ کریں۔

ہمارا مقصد صرف ایک جلوس نکالنا نہیں، بلکہ ایسا اجتماعی کردار پیش کرنا ہے جسے دیکھ کر نوجوان سمجھیں کہ محبتِ رسول ﷺ ہمیں جوڑتی ہے، خدمت سکھاتی ہے اور ایک دوسرے کا سہارا بناتی ہے۔ ہماری صف میں نظم، دلوں میں اخوت، زبان پر درود اور ہمارے عمل میں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ ہو۔ یہی جلوسِ محمدی ﷺ کا حقیقی پیغام اور یہی نوجوانوں کے لیے اتحاد کا راستہ ہے۔

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شب وروز

نبوت سے پہلے کے شب وروز: نبوت سے پہلے بھی رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کی جہالت، شرک، ظلم اور اخلاقی زوال کو دیکھ کر آپ ﷺ کا دل کرب میں مبتلا رہتا۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے شرک سے بے زاری اختیار کرکے کائنات میں غور کیا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی، اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی نبوت سے پہلے غارِ حرا میں غور وفکر اور خلوت کے ذریعے ایک کارِ عظیم کے لیے تیار کیے جا رہے تھے۔ پھر وہ عظیم لمحہ آیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور پہلی وحی نازل ہوئی: پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔" (العلق: 1) یہ وہ تاریخی لمحہ تھا جب 610ء میں حضرت جبرئیلؑ پہلی وحی لے کر غارِ حرا میں تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے پیغام کو انسانوں تک پہنچانے کے لیے وقف ہوگیا۔

اللہ کی بڑائی کا اعلان، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے (المدثر) یہ آپ ﷺ کی دعوت کا بنیادی پیغام تھا کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اسی کی بندگی کی جائے اور اسی کے سامنے سر جھکایا جائے۔ آپ ﷺ نے اس پیغام کو صرف زبان سے بیان نہیں کیا بلکہ اپنی پوری زندگی اس کا عملی نمونہ بن گئے۔ آرام وآسائش، مال ودولت اور ذاتی مفاد کے بجائے اللہ کی رضا اور انسانوں کی ہدایت کو اپنا مقصد بنالیا۔

باطل کے سامنے استقامت: اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے۔ کبھی مال ودولت کی پیشکش کی، کبھی سرداری اور اقتدار کی، کبھی دنیاوی آسائشوں کا لالچ دیا مگر رسول اللہ ﷺ اپنے مقصد سے ایک لمحے کے لیے بھی پیچھے نہ ہٹے۔ آپ ﷺ کی زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ جس انسان کو اپنے رب کی معرفت اور اپنے مقصد پر یقین حاصل ہوجائے، دنیا کی بڑی سے بڑی پیشکش بھی اسے حق سے نہیں ہٹا سکتی۔

شب وروز امت کی فکر میں: رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو امت اور انسانیت کی فکر تھا۔ آپ ﷺ لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے اور انہیں اللہ کی طرف بلانے کے لیے بے قرار رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان ہی کھو بیٹھیں گے۔" (الشعراء: 3) یہ صرف دعوت دینے کا نام نہیں تھا؛ یہ انسانوں کے لیے درد، محبت اور خیر خواہی تھی۔ ہجرت کے موقع پر جب دشمن غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تشویش ہوئی۔ اس نازک وقت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" (التوبہ: 40) یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے اس یقین کی عکاسی کرتے ہیں کہ حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں، اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ ہم بھی کلمۂ توحید کا اقرار کرتے ہیں، اللہ کو اپنا رب مانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے دل سے پوچھنا چاہیے:

کیا ہمیں بھی انسانوں کی ہدایت کی فکر ہے؟

کیا ہم اپنے عمل سے اسلام کی خوبصورتی دکھاتے ہیں؟

کیا ہماری راتیں اور دن اللہ کی یاد اور اس کی رضا کی کوشش میں گزرتے ہیں؟

کیا ہم مشکلات میں "إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" کے یقین کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں؟

سعیدہ زبیر شیخ، ملت نگر: اندھیری

نعت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ زمیں چیز ہے کیا عرشِ معلیٰ ان کا
دونوں عالم کی ہر اک شے میں ہے جلوہ ان کا
دنیا داری سے مبرا ہے قبیلہ ان کا
باعثِ رحمتِ حق صرف وسیلہ ان کا
ہیں احادیث سبھی حسنِ عمل کی شاہد
آئیتوں میں بھی نظر آتا ہے چہرہ ان کا
ہم گنہ گار بھلا ان کا علو کیا جانیں
صرف اللہ کو معلوم ہے رتبہ ان کا
معرفت ہو یا طریقت کہ شریعت کیا ہے
ہے حقیقت کہ یہاں جو بھی ہے صدقہ ان کا
اس کے ہاتھوں میں ہے عقبیٰ کے خزانوں کی کلید
ہوشمندوں سے تو بہتر ہے دوانہ ان کا
رب کے محبوب پیمبر ہیں وہ بیشک انور
رہگزر بن گیا معراج میں سدرہ ان کا

از۔ قاضی انور
گلبرگہ

اذان، سب کو بلاتی ہیں بھلائی کی طرف

سن 2010 کی بات ہے۔۔۔ میں بعد نمازِ عصر ٹہلنے کہیں جا رہا تھا۔ اچانک مجھے پیچھے سے کسی نے آواز دی۔۔ آفتاب بھائی۔۔۔ آفتاب بھائی۔۔۔!! میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرا ایک قریبی رشتہ دار واصف تھا۔۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگا ہمارے ہسٹری کے لیکچرار ہیں جن کا نام مشتاق صاحب ہے۔۔ ہیں تو مسلمان مگر برائے نام۔۔ دین سے بیزار اور دین سے بہت دور ہیں۔۔ انہوں نے ایک سوال پوچھا ہے مجھے اس کا جواب چاہیے۔۔ میں نے پوچھا سوال کیا ہے۔۔؟ کہنے لگا جب بھی مجھے ملتے ہیں تو یہی سوال بار بار پوچھتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں گھڑی گھنٹہ سب کچھ موجود ہے پھر بھی مسلمان لاؤڈ اسپیکر پر چلا کر کیوں اذان دیتے ہیں۔۔؟ جب کہ ہر ایک مسلمان کو فجر سے لے کر عشاء تک کے نمازوں کے اوقات کا علم ہے۔۔۔!!!! میں نے واصف سے کہا۔۔ بھائی واصف اس وقت میرے ذہن میں تمہارے اس سوال کا کوئی مناسب جواب نہیں البتہ میں سوچ کر یا کسی سے پوچھ کر ان شاء اللہ بتاؤں گا۔۔ اس واقعے کو گزرے کئی ہفتے ہو گئے، مگر میرے ذہن میں اس کے تعلق سے کوئی مناسب جواب نہیں تھا۔۔ میں کئی دنوں اسی سوچ اور فکر میں تھا ایک دن اللہ نے مجھ پر رحم فرمایا اور ایک جواب میرے ذہن میں ڈال دیا۔۔ مغرب کی نماز کے بعد واصف مجھے مسجد کے باہر ہی مل گیا، میں نے کہا بھائی واصف تمہارے سوال کا جواب مل گیا وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا جلدی بتاؤ۔۔ میں نے کہا اگلی بار جب تمہارے ہسٹری کے لیکچرار مشتاق صاحب تم سے اذان سے متعلق سوال کریں تو تم ان کو جواب دینے سے پہلے ان سے سوال کرنا۔۔ کہنے لگا کیسا سوال؟ ان سے ادب سے پوچھنا کہ سر جی ہماری ایک کلاس کتنے گھنٹے کی ہوتی ہے؟ وہ جواب میں کہیں گے 50 منٹ یا ایک گھنٹے کی۔۔۔ پھر ان سے اگلا سوال پوچھنا کہ سر یہ زمانہ تو گھڑی گھنٹے کا زمانہ ہے پھر پریڈ کے مکمل ہونے پر چپراسی bell گھنٹی کیوں بجاتا ہے۔۔۔؟ جبکہ اساتذہ اور طلبہ کو اپنے اپنے پریڈ کے اوقات کا مکمل علم ہے۔۔! تم دیکھو گے کہ لیکچرار مشتاق صاحب خاموش ہوجائیں گے۔۔۔ پھر تم جواب دینا۔۔ اور یوں کہنا کہ جب آپ پانی پت کی پہلی جنگ کا سبق ہمیں پڑھاتے ہیں۔۔ تو ہم پر اس سبق کا اتنا گہرا اثر ہوتا ہے کہ استاد اور طلبہ، خود کو پانی پت کے میدان جنگ میں محسوس کرنے لگتے ہیں۔۔ انہیں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں، تلواروں کی جھنجھناہٹ، نیزوں کی بوچھاریں نظر آنے لگتی ہیں۔۔ استاد اور طلبہ خود کو 2010 کی بجائے 1526 کے میدانِ جنگ میں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ 1526 سے 2010 میں واپس لانے کے لیے چپراسی گھنٹی بجا کر کہتا ہے عزیز استاد وطلبہ پانی پت تمہاری اصل دنیا نہیں ہے واپس لوٹ آؤ

سلام اُس پر جو آئے رحمت للعالمین بن کر

مفتی اشفاق قاضی

ربیع الاول کا مبارک ہلال طلوع ہوتے ہی عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے دلوں میں عشق ومحبت کی ایک نئی لہر دوڑ جاتی ہے، قرآنِ کریم نے آپ ﷺ کے منصب کو ان جامع الفاظ میں بیان فرمایا "ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" آپ ﷺ کا پیغام کسی ایک نسل، زبان یا ملک تک محدود نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت، عدل، امن، محبت اور رحمت کا پیغام ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو پروفیٹ فار آل یعنی سب کے لیے نبی کہا جاتا ہے؛ آپ ﷺ کی رحمت مسلمان تک محدود نہیں تھی، بلکہ آپ ﷺ نے پوری انسانیت کو اللہ کی بندگی، اخلاق، عدل اور امن کا راستہ دکھایا، رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تو آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کا سب سے دل گداز وصف اپنی امت کے لیے بے مثال شفقت، فکر مندی اور دردِ دل ہے، امت کی نجات کی یہی فکر آپ ﷺ کی دعاؤں، شب بیداری اور گریہ وزاری میں نمایاں نظر آتی ہے، وہ ہستی جسے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، اپنی راتیں صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ اپنے امتی کی نجات کی فکر میں گزارتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی، پھر اپنے دستِ مبارک اٹھائے اور آبدیدہ ہوکر فرمایا 'اے اللہ! میری امت، میری امت!' اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ محمد ﷺ سے پوچھیں کہ آپ کیوں رو رہے ہیں، حالاں کہ اللہ خوب جانتا ہے، جب آپ ﷺ نے اپنی امت کی فکر بیان فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ "اے محمد! ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں ضرور راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔" یہ واقعہ اس بے مثال شفقت کی تصویر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دل میں اپنی امت کے لیے تھی، آپ ﷺ کی امت سے محبت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہر نبی کو ایک ایسی دعا عطا کی گئی جو قبول ہونے والی تھی۔ بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی وہ دعا دنیا ہی میں مانگ لی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس خصوصی دعا کو آخرت کے لیے محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کے لیے ایک ایسی دعا ہے جو وہ مانگتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی اس دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں۔" (صحیح بخاری، حدیث ۶۳۰۴)، یہ محض ایک ارشاد نہیں بلکہ امت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بے مثال محبت کا اعلان ہے، جس نبی نے اپنی مقبول دعا بھی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کرلی، اس امت کے لیے اس سے بڑھ کر محبت کی اور کیا مثال ہوسکتی ہے؟ یہی رحمت اور شفقت آپ ﷺ کے عمومی طرزِ عمل میں بھی نمایاں تھی، آپ ﷺ نے کمزوروں، یتیموں، مسکینوں، غلاموں، پڑوسیوں، عورتوں، بچوں اور حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی، دشمنوں کے ساتھ بھی ظلم کے بجائے عفو ودرگزر اور خیر خواہی کا راستہ اختیار فرمایا، آپ ﷺ نے انسان کو اس کی نسل، رنگ، زبان اور نسب کے بجائے تقویٰ اور کردار کی بنیاد پر عزت دی، اس لیے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے اخلاقی دستور نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک ایسا روشن نمونہ ہے جس میں امن، انصاف، رحم اور انسانی وقار کی ضمانت موجود ہے، اگر ہم واقعی رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو اس محبت کا تقاضا صرف نعرے، محافل اور ظاہری مظاہر نہیں بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں اتارنا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے،" آج ہمارے معاشرے میں جھوٹ، بددیانتی، عہد شکنی، ظلم، نفرت، حسد، بغض اور رشتوں کی پامالی بڑھ رہی ہے، ایسے وقت میں سیرتِ رسول ﷺ کی طرف رجوع نہایت ضروری ہے، آپ ﷺ نے حسنِ اخلاق کو ایمان اور انسانی عظمت کا اہم حصہ بنایا اور فرمایا تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔" لہٰذا ماہ ربیع الاول ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینے کی دعوت دیتا ہے، اگر ہم اس نبی ﷺ کے امتی ہیں جو اپنی امت کے لیے راتوں کو روتے تھے تو ہمیں بھی دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کرنا ہوگا، اپنے گھروں میں محبت، اپنے معاملات میں دیانت، اپنے معاشرے میں رحم، اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور کمزوروں کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنی ہوگی، ہمیں اپنی نئی نسل کو صرف رسول اللہ ﷺ کا نام یاد نہیں کرانا بلکہ ان کی سیرت اور اخلاق بھی سکھانے ہوں گے، آج دنیا علم اور ٹیکنالوجی میں بے مثال ترقی کے باوجود بے سکونی، جنگ، نفرت، ظلم اور اضطراب کا شکار ہے، ایسے دور میں رحمتِ عالم ﷺ کا پیغام پہلے سے زیادہ اہم ہوگیا ہے، انسانیت کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ محمد ﷺ صرف مسلمانوں کے نبی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت کا پیغام لے کر آئے، آپ ﷺ کا دین رہتی دنیا کے لئے ہدایت ہے، آپ ﷺ نے انسان کو انسان کا احترام سکھایا، ظالم کو ظلم سے روکا، کمزور کو حق دلایا اور محبت، عدل و رحم کو معاشرے کی بنیاد بنایا، اگر دنیا واقعی امن چاہتی ہے تو اسے سیرتِ رحمتِ عالم ﷺ کے ان آفاقی اصولوں کو سمجھنا ہوگا، سلام ہو اس ذاتِ گرامی پر جو پوری انسانیت کے لیے رحمت بن کر آئی، جو اپنی امت کے لیے آبدیدہ ہوئی، جس نے دشمنوں کے لیے بھی خیر خواہی کی اور جس نے انسان کو انسانیت کا درس دیا، ربیع الاول کے مبارک ایام میں ہماری سب سے بڑی تجدیدِ محبت یہی ہونی چاہیے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت، اخلاق اور رحمت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور آپ ﷺ کے پیغامِ امن وہدایت کو پوری انسانیت تک پہنچانے کی کوشش کریں، اور جو اس کوشش میں مصروف ہیں ان اسے عام کرنے کا ذریعے بنیں، اللہ تعالیٰ ہمیں رسول ﷺ سے سچی محبت عطا فرمائے، کامل اتباعِ سنت اور خلقِ خدا کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وقف جائیدادوں کو ممنوعہ فہرست میں برقرار رکھنے کی مساعی کا آغاز

موقوفہ املاک کی فہرست کی تیاری۔ انسپکٹرس' آڈیٹرس کو احکام۔ عظمت اللہ حسینی کا بیان

حیدرآباد۔ تلنگانہ وقف بورڈ A-22 میں محفوظ اپنی جائیدادوں کے تحفظ کے اقدامات شروع کرچکا ہے اور جلد تمام ان جائیدادوں کو جو A-22 کی ممنوعہ فہرست میں درج ہیں ان کی تفصیلات محکمہ مال کے حوالہ کرکے انہیں ممنوعہ فہرست میں برقرار رکھنے کی خواہش کی جائے گی۔ صدرنشین وقف بورڈ جناب سید عظمت اللہ حسینی نے بتایا کہ وقف بورڈ نے اپنی محفوظ جائیدادوں کی فہرست کی تیاری اوران جائیدادوں کو ممنوعہ فہرست میں برقرار رکھنے اقدامات کا ا?غاز کردیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ریاست کے تمام انسپکٹرا? ڈیٹرس اور متعلقہ عہدیداروں کو اس کام کو تیزی سے مکمل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے اور یومیہ کارکردگی کی رپورٹ حاصل کی جارہی ہے تاکہ حکومت کے منصوبہ پر عمل کے دوران کسی وقف جائیداد کو نقصان سے محفوظ رکھا جاسکے۔ جناب سید عظمت اللہ حسینی نے کہا کہ حکومت نے A-22 کے تحت جائیدادوں کے مسائل کے حل کا اعلان کیا ہے لیکن ان جائیدادوں میں موقوفہ جائیدادیں بھی شامل ہیں اسی لئے وقف بورڈ نے اپنے موقف کو حکومت اور محکمہ مال کو پیش کرکے جائیدادوں کے تحفظ کے اقدامات شروع کردیئے ہیں تاکہ کوئی قابض 'موقوفہ' جائیداد پر دعویٰ پیش نہ کرسکے۔ انہوں نے بتایا کہ تمام اضلاع اور متحدہ اضلاع کے وقف ریکارڈس کی تنقیح کے ذریعہ ان جائیدادوں کو محفوظ زمرہ کی جائیدادوں میں شامل کرنے اقدامات کئے جارہے ہیں اور جن جائیدادوں کو ممنوعہ فہرست میں شامل کیا جاچکا ہے ان کے ریکارڈ کو اپ گریڈ کرکے ویب سائٹ بالخصوص محکمہ مال اور 'بھو بھارتی' پر اپ لوڈ کروانے اقدامات کئے جانے لگے ہیں۔ جناب سید عظمت اللہ حسینی نے کہا کہ ریاست میں کسی بھی موقوفہ جائیداد کو A-22 سے خارج کرنے کی کوشش کو کامیاب ہونے نہیں دیا جائے گا اور نہ اس منصوبہ کے دوران کسی وقف جائیداد کے رجسٹریشن کی راہ ہموار کی جائے گی۔

خانگی جونیر کالجس میں طلبہ کی سلامتی کیلئے فائر سیفٹی پر عمل آوری

کالجس انتظامیہ کے ساتھ کمشنر حیڈرا رنگناتھ اور سکریٹری بورڈ آف انٹرمیڈیٹ کا اجلاس

حیدرآباد۔ تلنگانہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کے زیراہتمام خانگی جونیر کالجس کے انتظامیہ کے ساتھ اجلاس منعقد کیا گیا۔ کمشنر حیڈرا اے وی رنگناتھ اور سکریٹری بورڈ ا?ف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن شریمتی ابھیلاشا ابھینو ا?ئی اے ایس نے شرکت کی۔ اجلاس میں طلبہ کے تحفظ اور کالجس کی عمارتوں میں فائر سیفٹی رہنمایانہ خطوط کا جائزہ لیا گیا۔ بورڈ ا?ف انٹرمیڈیٹ اور حیڈرا کے عہدیداروں نے تلنگانہ پرائیوٹ جونیر کالجس مینجمنٹ اسوسی ایشن کے نمائندوں کو عمارتوں میں درکار سہولتوں اور خاص طور پر فائر سیفٹی اقدامات سے واقف کرایا۔ کالجس کے نمائندوں نے اِس بارے میں اپنی رائے اور تجاویز پیش کیں۔ ا?ئندہ تعلیمی سال سے بورڈ ا?ف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن اور فائر ڈپارٹمنٹ کی جانب سے کالجس میں فائر این او سی کا جائزہ لینے کے لئے انٹیگریٹیڈ سافٹ ویر تیار کیا جارہا ہے۔ اجلاس میں طلبہ کے تحفظ اور سلامتی سے متعلق اُمور پر تفصیلی بات چیت کی گئی۔ بورڈ ا?ف انٹرمیڈیٹ اور حیڈرا نے طلبہ کی بھلائی اور تحفظ کے سلسلہ میں مشترکہ طور پر ایکشن پلان تیار کرنے اور عمل ا?وری کا فیصلہ کیا۔ کالجس میں فائر این او سی اور دیگر سیفٹی اقدامات پر سختی سے عمل ا?وری کے لئے کالجس کے نمائندوں کے ساتھ ا?ئندہ بھی اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تعلیمی اداروں کے انتظامیہ کو حیڈرا اور فائر ڈپارٹمنٹ کے رہنمایانہ خطوط سے واقف کرایا جائے گا۔ کمشنر حیڈرا نے کہا کہ فائر سیفٹی اقدامات کا بنیادی مقصد طلبہ کی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ بورڈ ا?ف انٹرمیڈیٹ نے طلبہ، سرپرستوں اور کالجس کے انتظامیہ سے اپیل کی کہ وہ گمراہ کن خبروں اور افواہوں کا شکار نہ ہوں۔ طلبہ اور سرپرستوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ بورڈ کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کی جانے والی ہدایات پر عمل کریں۔

خلائی تحقیق اور دیگر شعبہ جات میں ریسرچ کیلئے سیٹلا ئیٹس کا استعمال

امریکہ کے 11673 ایکٹیو سیٹلا ئیٹس، ہندوستان 130 سیٹلا ئیٹس کے ساتھ چھٹویں مقام پر

حیدرآباد۔ خلائی تحقیق کے شعبہ میں دنیا کے کئی اہم ممالک نے مختلف سیٹلا ئیٹس روانہ کئے ہیں۔ خلاء ؁ میں روانہ کئے گئے سیٹلا ئیٹس کے معاملہ میں امریکہ دنیا میں سرفہرست ہے اور 11673 ایکٹیو سیٹلا ئیٹس مختلف شعبہ جات میں تحقیق کا کام انجام دے رہے ہیں۔ چین 1000 سے زائد سیٹلا ئیٹس کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے جبکہ برطانیہ کے 670 سے زائد سیٹلا ئیٹس خلائی تحقیق میں مصروف ہیں اور تعداد کے اعتبار سے برطانیہ تیسرے نمبر پر ہے۔ ماہرین کے مطابق حالیہ برسوں میں خلائی تحقیق کے علاوہ موسمی تبدیلی اور دفاعی شعبہ کے استحکام کیلئے بھی ترقی یافتہ ممالک سیٹلا ئیٹس کی خدمات حاصل کررہے ہیں۔ سیٹلا ئیٹس کے ذریعہ دشمن ممالک کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جاسکتی ہے۔ مواصلاتی نظام کی ترقی اور سائنس کے مختلف شعبہ جات میں تحقیق کے لئے سیٹلا ئیٹس سے مدد لی جاتی ہے۔ روس کے 220 سے زائد ایکٹیو سیٹلا ئیٹس خلاء ؁ میں سرگرم ہیں جبکہ جاپان کے سیٹلا ئیٹس کی تعداد 200 سے زائد بتائی جاتی ہے۔ ہندوستان نے بھی خلائی تحقیق کے علاوہ دیگر شعبہ جات میں ریسرچ میں اضافہ کیا ہے اور خلاء ؁ میں 130 سے زائد ایکٹیو سیٹلا ئیٹس کے ذریعہ ریسرچ کا کام انجام دیا جارہا ہے۔ یوروپی یونین کے 100، کینیڈا 60، جرمنی 50 اور ساؤتھ کوریا کے 40 سے زائد سیٹلا ئیٹس تحقیق کے کام میں مصروف ہیں۔

رولزرائس گاڑیوں کو کچرا اٹھانے استعمال کرنا سچائی سے بعید۔ کوئی حقیقت نہیں

سوشیل میڈیا پر افسانوی انداز میں بار بار پیشکشی۔ کتاب آٹوموبائلس آف دی نظام کے مصنف محمد لقمان علی خاں

حیدرآباد۔ ساتویں نظام میر عثمان علی خاں کو لندن میں رولزرائس شوروم میں ان کے لباس کو دیکھتے ہوئے سیلز مین نے ان کی توہین کی تھی۔ سیلز مین نے یہ سمجھا کہ وہ لگژری گاڑی کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ جس کے بعد مشتعل نظام نے مبینہ طور پر گاڑیوں کا ایک پورا بیڑا ہی خرید لیا اور انہیں حیدرآباد بھیج دیا اور شہر کے محکمہ بلدیہ کو حکم دیا کہ وہ برطانوی کارساز کو نیچا دکھانے انہیں کچرا اٹھانے والے ٹرکوں کے طور پر استعمال کریں۔ اس میں کتنی سچائی ہے اور کیا یہ حقیقت ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ونٹیج کار کے ماہر، مورخ و کتاب آٹوموبائلس آف دی نظام کے مصنف محمد لقمان علی خاں کے مطابق یہ کہانی ایک خالص افسانہ ہے۔ سوشیل میڈیا پر وقفہ وقفہ سے گردش سے پریشان ہوکر 'کوڑا جمع کرنے والی رولس رائس' دکھانے کا دعویٰ کیا گیا۔ خان نے کہا کہ میں نے اس خود وضاحتی تصویر کے بارے میں جھوٹے انتسابات اور بے ہودہ دعوؤں کے دوبارہ منظر عام پر آنے کا مشاہدہ کیا اور میں حیران ہوں۔ میں یہ تصدیق کرنا فرض سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ آرکائیوز میں درج نہیں ہے۔ خان نے کئی خامیوں کی نشاندہی کی جس میں شامل ہے کہ کس طرح تصویر میں رولس رائس تک نہیں دکھایا گیا ہے۔ اصل میں یہ ایک فورڈ ہے انہوں نے نوٹ کیا کہ تصویر حیدرآباد کی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں لوگوں نے پہنا ہوا لباس ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سامنے کے ٹائروں میں نام نہاد جھاڑوں، ٹائروں اور ٹیوبوں کی حفاظت کیلئے موجود تھے جو جنگ کے دنوں میں فضائی بمباری کے بعد سڑکوں کو تباہ کرنے والے جھاڑو اور تیز چیزوں کو صاف کرنے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آرکائیول خط وکتابت سے پتہ چلتا ہے کہ لگژری کارسازوں نے شاہی احکامات کیلئے فعال مقابلہ کیا۔ رولس رائس ایک بڑا نام تھا۔ لیکن اتنا بڑا نہیں تھا جتنا کہ دوسری گاڑیوں کی ملکیت اور نظاموں کو ترجیح دی گئی تھی۔ بہت سے دوسرے کارسازوں کی طرح رولس رائس نے بھی نظاموں سے آرڈر حاصل کرنے کوشش کی۔ اگرچہ نظام نے کبھی لگژری گاڑیوں کو کچرا صاف کرنے استعمال نہیں کیا لیکن آصف جاہی حکمرانوں کو موٹر چلانے کا شوق تھا۔ اپنے دور کے عروج پر نظاموں کے پاس دنیا کے سب سے متاثر کن نجی آٹوموبائلس بیڑے تھے۔ جس میں کسٹم فیپٹر ماڈل، پیکارڈز، کیڈیلیکس، بوکس اور رولس رائس شامل تھے۔ حیدرآبادیوں کیلئے ہنسری آٹوموٹیو دور کی حقیقی جھلک کیلئے چومحلہ پیالیس ہے۔ محل کے آرمری اور صحن کے گیراجوں پر بحال اور نمائش کی گئی۔ 1912 کی سلورگھوسٹ رولس رائس یہ حیرت انگیز کینری پیلی 40/50 ایچ پی لیموزین اصل میں چھٹویں نظام میر محبوب علی خاں نے آرڈر کی تھی اور بعد میں سے میر عثمان علی خاں نے استعمال کیا

ونڈے انٹرنیشنل کرکٹ میں آسٹریلیا کو دیگر ممالک پر سبقت

جملہ 8 ٹروفی پر قبضہ، ہندوستان 5 ٹروفی کے ساتھ دوسرے نمبر پر

حیدرآباد۔ ونڈے انٹرنیشنل کرکٹ میں ا? سٹریلیا 8 ٹروفی کے ساتھ دیگر ممالک پر سبقت حاصل کرچکا ہے۔ کرکٹ کے مختلف زمرہ جات میں برتری کے ذریعہ ا? سٹریلیا نے اپنی علیحدہ شناخت بنائی ہے۔ ونڈے انٹرنیشنل کرکٹ میں بہتر مظاہرہ کے ذریعہ ٹروفی حاصل کرنے والے ممالک کی تعداد 8 ہے۔ ا? سٹریلیا کے بعد 5 ونڈے انٹرنیشنل ٹروفی کے ساتھ ہندوستان دوسرے مقام پر ہے۔ ویسٹ انڈیز اور پاکستان کو تیسرا اور چوتھا مقام حاصل ہوا ہے۔ کرکٹ ورلڈ میں ونڈے انٹرنیشنل اور ٹوئنٹی 20 میاچس کو غیر معمولی سبقت حاصل ہوئی ہے۔ ٹسٹ کرکٹ سے زیادہ کرکٹ شائقین کی اولین ترجیح ٹوئنٹی 20 میاچس اور ونڈے انٹرنیشنل میاچس ہیں۔ گزشتہ چند برسوں میں ہندوستان میں ا?ئی پی ایل ونڈے سیریز نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کی ہے۔ ونڈے انٹرنیشنل ٹروفی کے معاملہ میں ا? سٹریلیا 1987ء ؁، 1999ء ؁، 2003ء ؁، 2007ء ؁، 2015 اور 2023ء ؁ میں ورلڈ چمپئن رہا ہے۔ 2006ء ؁ اور 2009ء ؁ میں اُس نے چمپئنس ٹروفی حاصل کی۔ ہندوستان 1983ء ؁ اور 2011ء ؁ میں ونڈے انٹرنیشنل چمپئن رہا جبکہ 2002ء ؁، 2013ء ؁ اور 2025ء ؁ میں چمپئنس ٹروفی پر ہندوستان کا قبضہ رہا۔ ویسٹ انڈیز کو ونڈے انٹرنیشنل اور چمپئنس ٹروفی کے 3 مرتبہ جبکہ پاکستان 1992ء ؁ اور 2017ء ؁ میں ونڈے انٹرنیشنل اور چمپئنس ٹروفی میں کامیاب رہا۔ سری لنکا کے پاس بھی 2 ورلڈ ٹروفی ہیں، جبکہ نیوزی لینڈ، ساو? تھ افریقہ اور انگلینڈ نے ایک ایک مرتبہ ورلڈ چمپئن کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

نریندر مودی اور گجرات کی قیادت تلنگانہ کی ترقی میں رکاوٹ: ریونت ریڈی

دورہ امریکہ کی اجازت نہ دینا تلنگانہ عوام کی توہین، سیاسی وجوہات کی وضاحت کا مطالبہ، تفصیلات مخفی رکھنے کا الزام مسترد

حیدرآباد۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے مرکزی حکومت کی جانب سے دورہ امریکہ کی اجازت نہ دیئے جانے کو تلنگانہ عوام کی توہین قرار دیا اور کہا کہ گجرات کی قیادت تلنگانہ کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کررہی ہے۔ ڈپٹی چیف منسٹر بھٹی وکرمارکا، ریاستی وزراء ؁ اور ارکان اسمبلی کے ہمراہ سکریٹریٹ میں میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے چیف منسٹر ریونت ریڈی نے سیاسی وجوہات کا بہانہ بناکر دورہ امریکہ کی اجازت نہ دیئے جانے پر مودی حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ نریندر مودی ابھی بھی ملک کے وزیراعظم سے زیادہ گجرات کے چیف منسٹر کے طور پر کام کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزارت خارجہ نے امریکہ کی اجازت نہ دینے کے لئے سیاسی وجوہات کو بنیاد بنایا ہے اور اس سلسلہ میں مرکز کو وضاحت کرنی چاہئے۔ چیف منسٹر نے واضح کیا کہ برطانیہ اور امریکہ کے دورہ کے سلسلہ میں وزارت خارجہ کو تمام تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔ یونیورسٹیز اور اسپورٹس کے اداروں کے معائنے کے علاوہ سرمایہ کاروں سے ملاقات سے وزارت کو واقف کیا گیا۔ دورہ کا مقصد تعلیم اور اسپورٹس کے مرکز میں تلنگانہ کو تبدیل کرنے کے علاوہ ویژن 2047 کی تکمیل بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ تلنگانہ حکومت نے کسی بھی پروگرام کو مخفی نہیں رکھا لیکن وزارت خارجہ نے سیاسی وجوہات کا بہانہ بناکر دورہ کی اجازت نہیں دی۔ ریونت ریڈی نے وزیراعظم سے سوال کیا کہ گجرات کے چیف منسٹر بھوپیندر پٹیل کو جاریہ سال امریکہ کے دورہ کی اجازت دی گئی لیکن تلنگانہ چیف منسٹر کو اجازت کیوں نہیں؟ چیف منسٹر نے کہا کہ لندن میں کیمبرج یونیورسٹیز، یونیورسٹی آف لندن، لندن اسکول آف اکنامکس، لندن بزنس اسکول اور اسپورٹس کے اداروں کے ذمہ داروں سے ملاقات کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ دورہ کی اجازت نہ دینا 4 کروڑ تلنگانہ عوام کی توہین کے مترادف ہے۔ انہوں نے تلنگانہ کے ساتھ جانبداری کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ گجرات کی قیادت تلنگانہ کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گجرات کے چیف منسٹر نے گزشتہ دنوں امریکہ اور کینیڈا کا 8 روزہ دورہ کرتے ہوئے وائبرینٹ تلنگانہ 2047 کے لئے سرمایہ کاروں کو گجرات میں سرمایہ کاری کی اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ تلنگانہ کی ترقی اور سرمایہ کاری میں رکاوٹ کیلئے سیاسی وجوہات کو بنیاد بناکر دورہ کی اجازت نہیں دی گئی۔ انہوں نے واضح کیا کہ امریکہ کے دورہ میں وہ کسی ایسے شخص سے ملاقات کرنے والے نہیں تھے جو مخالف ہندوستان ہو۔ اس بارے میں غلط تشہیر کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ترقی کی راہ میں مرکز کی جانب سے رکاوٹ تلنگانہ کے ساتھ جانبداری کا واضح مظاہرہ ہے۔ جانبداری کے خلاف پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں کانگریس پارٹی آواز اٹھائے گی۔ چیف منسٹر نے کہا کہ مرکز نے وفاقی نظریہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ تلنگانہ حکومت کے عہدیداروں کو امریکہ روانہ کیا گیا تاکہ تعلیم اور اسپورٹس کے اداروں سے ملاقات کی جاسکے۔

اندراماں ٹاورس کی تعمیر کیلئے 15 اسمبلی حلقہ جات میں ٹنڈرس کو قطعیت

27 تا 30 اگست لکی ڈرا کے ذریعہ استفادہ کنندگان کا انتخاب، مزید 4 اسمبلی حلقہ جات میں اراضی کا تعین: سرینواس ریڈی

حیدرآباد۔ وزیر ہاوزنگ پی سرینواس ریڈی نے کہا کہ حیدرا? باد کے کیور اربن ریجن میں غریبوں کے لئے اندراماں ہاو? زنگ ٹاورس کی تعمیر کے معاملہ میں اہم پیشرفت ہوئی ہے۔ 15 اسمبلی حلقہ جات میں ٹاورس کی تعمیر کے لئے ٹنڈرس کا عمل مکمل ہوچکا ہے۔ سرینواس ریڈی نے سکریٹریٹ میں ٹاورس کی تعمیر کے سلسلہ میں ہاو? زنگ کے اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ جائزہ اجلاس منعقد کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ دیہی علاقوں کی طرز پر شہری علاقوں کے غریبوں کو مکانات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ ٹاورس کی تعمیر میں اہم پیشرفت کرتے ہوئے ٹنڈرس کو قطعیت دی گئی۔ وزیر ہاو? زنگ نے استفادہ کنندگان کی درخواستوں، انتخاب کے طریقہ کار اور لکی ڈرا پر عہدیداروں سے تفصیلات حاصل کیں۔ اُنھوں نے کہا کہ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے کیور اربن ریجن کے 16 اسمبلی حلقہ جات میں اندراماں ٹاورس کی تعمیر کو منظوری دی ہے۔ پہلے مرحلہ میں 16 اسمبلی حلقہ جات کے 807.40 کروڑ کی لاگت سے ٹاورس کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ 20 جون تا 15 اگست درخواستیں طلب کی گئیں جس کے تحت جملہ 60720 درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ درخواستوں کی جانچ کے بعد 40900 درخواستوں کو اہل قرار دیا گیا جبکہ 19820 درخواستیں نااہل قرار پائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نااہل قرار دی گئی درخواستوں کی وجوہات کو ویب سائٹ پر پیش کیا گیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ 27، 28، 29 اور 30 اگست کو فنکشن ہالس میں عوام اور درخواست گذاروں کی موجودگی میں شفافیت کے ساتھ لکی ڈرا کا اہتمام کیا جائے گا۔ لکی ڈرا کی نگرانی کے لئے خصوصی عہدیدار کا تعین کیا جارہا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ لکی ڈرا کے ذریعہ استفادہ کنندگان کی پہلی فہرست کی اجرائی کے بعد نااہل قرار پائے درخواست گذاروں کی جانب سے جمع کی گئی 10 ہزار روپئے کی ای ایم ڈی رقم اُن کے بینک اکاو? نٹس میں واپس کردی جائے گی۔ 27 اگست کو رائے درگ، کوکٹ پلی ہاو? زنگ بورڈ کالونی، مائیلار دیو پلی، ریڈ ہلز، 28 اگست کو کاکور، پاٹی گڈہ، جل پلی، کلثوم پورہ، 29 اگست جوبلی ہلز، ایم ایل اے کالونی، بوئن پلی، بنڈلہ گوڑہ، نندی مسلائی گوڑہ اور 30 اگست کو گوجولا رامارم، عنبرپیٹ، سٹی پولیس لائنس میں لکی ڈرا کا اہتمام کیا جائے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ کیور اربن ریجن کے تحت مزید 4 اسمبلی حلقہ جات میں اندراماں ٹاورس کی تعمیر کے لئے اراضیات کا تعین کیا گیا ہے۔ ہر اسمبلی حلقہ میں 480 مکانات تعمیر کئے جارہے ہیں اور جملہ 1920 مکانات کی تعمیر عمل میں ا? ئے گی۔ ایل بی نگر اسمبلی حلقہ میں حیات نگر ویلج کے تحت ا? منگل، گوشہ محل اسمبلی حلقہ میں نامپلی، مشیرا? باد اسمبلی حلقہ میں زمستان پور اور چندرائن گٹہ اسمبلی حلقہ میں بنڈلہ گوڑہ علاقہ میں مکانات کی تعمیر کے لئے درخواستیں طلب کی جارہی ہیں۔ اِن چاروں اسمبلی حلقہ جات میں اندراماں ٹاورس کے لئے 3 ستمبر تک درخواستیں داخل کی جاسکتی ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اندراماں ٹاور میں محض مکان کی فراہمی کے علاوہ 20 تا 25 گز اراضی استفادہ کنندگان کے نام پر رجسٹر کی جائے گی۔ اُنھوں نے کہا کہ شہری علاقوں میں اراضی کی مالیت 60 لاکھ سے ایک کروڑ روپئے تک ہے۔ اِس قدر قیمتی اراضی غریب خاندانوں کے حوالہ کی جارہی ہے۔ مکان کے لئے حکومت کی جانب سے 5 لاکھ

کونڈا سریکھا کو مستعفی ہوجانے ہائی کمان کی مہلت، ریاستی وزیر آمادہ نہیں

حیدرا? باد۔ کانگریس ہائی کمان کونڈا سریکھا کو برطرف کرے گی یا کونڈا سریکھا ریاستی کابینہ سے مستعفی ہوجائیں گی! ذرائع کے مطابق کانگریس اعلیٰ کمان نے تلنگانہ میں ریاستی وزیر کونڈا سریکھا کے معاملہ میں قطعی فیصلہ کرتے ہوئے تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے کونڈا سریکھا کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہوجائیں جبکہ کونڈا سریکھا نے واضح کردیا ہے کہ وہ ریاستی کابینہ سے مستعفی نہیں ہونے والی ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ اگر کونڈا سریکھا کابینہ سے مستعفی نہیں ہوتی ہیں تو ایسی صورت میں کانگریس پارٹی ہائی کمان انہیں برطرف کرنے کے اقدامات کرسکتی ہے۔ پارٹی حلقوں میں کئے جانے والے دعوے کے مطابق پارٹی ہائی کمان نے نلگنڈہ سے تعلق رکھنے والے سینئیر منسٹر کے ذریعہ کونڈا سریکھا کو پارٹی اعلیٰ کمان کا پیغام پہنچایا ہے اور ان کو 26 گسٹ سے قبل مستعفی ہونے کا موقع فراہم کیا گیا ہے اگر وہ 26 گسٹ تک اپنے عہدہ سے از خود مستعفی نہیں ہوتی ہیں تو ایسی صورت میں پارٹی قیادت ان کے مستقبل کے متعلق سخت فیصلہ کرنے پر مجبور ہوجائے گی۔ بتایا جاتا ہے کہ ریاستی وزیر کونڈا سریکھا اپنے ابتدائی موقف پر قائم ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے چیف منسٹر اے ریونت ریڈی کے خلاف کوئی ریمارک نہیں کیا ہے اور نہ ہی کوئی بیان دیا ہے اسی لئے ان کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کونڈا سریکھا ابتداء ؁ میں صدر پردیش کانگریس مسٹر مہیش کمار گوڑ پر یہ واضح کرچکی ہیں کہ ان کی دختر کونڈا سشمیتا کے ریمارکس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور انہوں نے ان کے بات چیت کرنے والے سینئیر وزیر کو بھی یہی کہا ہے۔ انہوں نے واضح کردیا ہے کہ وہ ریاستی کابینہ سے مستعفی ہونے والی نہیں ہیں اور نہ ہی وہ معذرت خواہی کریں گی کیونکہ انہوں نے کوئی ریمارک نہیں کیا ہے۔ ریاستی وزیر نے واضح کردیا ہے کہ پارٹی ہائی کمان کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جو کارروائی کرنی ہے کرے لیکن ان کی جانب سے مکتوب استعفیٰ روانہ نہیں کیا جائے گا۔ پارٹی ذرائع کے مطابق انچارج پارٹی امور محترمہ میناکشی نٹراجن نے کونڈا سریکھا معاملہ میں پارٹی ہائی کمان کو 3 صفحات پر مشتمل جامع رپورٹ روانہ کی ہے اور پارٹی ہائی کمان صدر پردیش کانگریس کمیٹی مہیش کمار گوڑ کے علاوہ پارٹی کے ریاستی امور کی انچارج محترمہ میناکشی نٹراجن کی رپورٹس کا جائزہ لے رہی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ پارٹی کے اراکین اسمبلی نے محترمہ میناکشی نٹراجن سے کئے گئے تبادلہ خیال کے دوران کہا کہ اب اسمبلی انتخابات کے لئے محض 2 برس رہ گئے ہیں اور اگر پارٹی کی جانب سے کوئی سخت موقف اختیار کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں ا? ئندہ اسمبلی انتخابات کے دوران پارٹی کو سخت مشکل صورتحال کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ صدر تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی مسٹر مہیش کمار گوڑ' صدرنشین تادیبی کمیٹی مسٹر ملوروی کے علاوہ محترمہ میناکشی نٹراجن نے اس معاملہ میں علحدہ علحدہ رپورٹس پارٹی ہائی کمان کو روانہ کرچکے ہیں۔ اور محترمہ کونڈا سریکھا نے گذشتہ یوم محترمہ میناکشی نٹراجن سے 3 مرتبہ فون پر رابطہ کرتے ہوئے انہیں اپنے موقف سے واقف کروایا علاوہ ازیں وہ دیگر سینئیر قائدین سے بھی رابطہ کی کوشش کررہی ہیں۔

تلنگانہ میں SIR عمل کی پیشرفت، 27 اگست سے 20 ستمبر تک ووٹرس کی سماعت

ثبوت کے طور پر اصل سرٹیفکٹس پیش کرنا لازمی، زیراکس کاپیاں قابل قبول نہیں ہوں گی، بلاوجہ نہیں کٹے گا ووٹ

حیدرآباد۔ ریاست تلنگانہ میں ووٹرلسٹوں کی خصوصی جامع نظرثانی (SIR) مہم کے تحت نوٹس کی اجرائی اور انکوائری کا عمل آخری مرحلہ کو پہنچ گیا ہے۔ الیکشن کمیشن کے عہدیداروں کی جانب سے نوٹس کی تیاری اور پرنٹنگ کی کارروائی کو تیزی سے مکمل کیا جارہا ہے۔ الیکشن کمیشن کی ہدایات کے مطابق جن ووٹرس کو نوٹس جاری ہوئی ہے، ان کی باضابطہ انکوائری کا عمل 27 اگست سے شروع ہوکر 20 ستمبر تک مکمل کیا جائے گا۔ ریاست کے چیف الیکٹورل آفیسر سدرشن ریڈی نے ڈسٹرکٹ الیکشن آفیسرس (DEOs) اور الیکٹورل رجسٹریشن آفیسرس (EROs) کے ساتھ ایک اہم ویڈیو کانفرنس منعقد کرتے ہوئے اس مہم سے متعلق سخت اور شفاف رہنمایانہ خطوط جاری کئے ہیں تاکہ کسی بھی اہل ووٹر کا نام فہرست رائے دہندگان سے منسوخ نہ ہوپائے۔ الیکشن کمیشن کی جانب سے تمام بی ایل اوز اور بی ایل ایز کے علاوہ انتخابی عملے کو واضح اور پابند احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ سماعت کی مقررہ تاریخ سے کم از کم 48 گھنٹے قبل بی ایل اوز پرنٹ شدہ نوٹس ووٹرس کے حوالے کریں اور فوری طور پر موبائیل ایپ میں اس کا اندراج کریں۔ ووٹرس اپنے سرٹیفکٹ اور ثبوت تین طریقوں سے جمع کرواسکتے ہیں۔ آن لائین پورٹل بی ایل او ایپ اور AERO/ERO کے سامنے سماعت کے دوران براہ راست (in person)۔ الیکشن کمیشن نے واضح کیا ہے کہ ووٹرس صرف اصل دستاویزات ہی آن لائین میں اپ لوڈ کریں۔ زیراکس کاپیاں قبول نہیں کی جائیں گی۔ نام یا عمر میں معمولی غلطیوں کو چھوڑ کر دیگر غیر میاپنگ شدہ (Unmapped) اور بے ترتیب سرٹیفکٹس کی تصدیق ڈی ای اوز کے ذریعہ متعلقہ سرکاری محکموں سے کروائی جائے گی۔ انکوائری کے عمل کو عوام دوست اور شفاف بنانے کے لئے الیکشن کمیشن کے عہدیداروں نے خصوصی اقدامات کی ہدایت دی ہے۔ ووٹرس کی سماعت اور انکوائری مقامی گرام پنچایت عمارت یا وارڈ آفس کے اندر ہی منعقد کی جائے گی۔ سماعت کے مقام اور تاریخ کی اطلاع عام ووٹرس تک پہنچانے کیلئے دیہی اور شہری علاقوں میں منادی (ڈھنڈورا) کا سہارا لیا جائے گا۔ ریاست بھر میں 27 اگست کو گرام اور وارڈ اجلاس منعقد کئے جائیں گے۔ جہاں مسودہ ووٹر لسٹ کے نام اور ASDD (لاپتہ، منتقل شدہ، متوفی، ڈپلیکیٹ) زمروں کے تحت حذف کئے گئے ناموں کو بلند آواز میں پڑھ کر سنایا جائے گا۔ ووٹرس کو کسی بھی قسم کی ہراسانی سے بچانے اور شفافیت برقرار رکھنے کیلئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں، جس میں نوٹس یا سماعت سے متعلق شکایات کی صورت میں ڈسٹرکٹ الیکشن آفیسر کے دفاتر میں خصوصی اپیل سیل فعال کئے گئے ہیں۔ اگر ERO ووٹر کی فراہم کردہ سرٹیفکٹس سے مطمئن نہ ہو تو اس کا فیصلہ فوری طور پر ووٹر کو فارم۔7 کے ذریعہ مطلع کیا جائے گا۔ ووٹ منسوخ کرنے کا سخت (Speaking order) صرف اسی صورت میں جاری کیا جائے گا جب ERO کو مکمل طور پر اطمینان نہ ہو۔ الیکشن حکام تصدیق کریں گے کہ ووٹر سماعت میں براہ راست شریک ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ووٹر مزید وضاحت اور سرٹیفکٹ لانے کیلئے وقت طلب کرے تو اسے فائنل ووٹرلسٹ کی اشاعت سے قبل آخری مہلت دی جائے گی۔

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A
Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS
#22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in